قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 28 مئی 2020ء | 5 شوال 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 128

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۶﴾

(البقرہ: 156)

اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے سے آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شہداء کا رزق

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

جب تمہارے بھائی احد میں شہید کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو جنت میں بھیجا۔ انہوں نے جنت کی نعماء سے لذت پائی تو انہوں نے کہا کوئی ہمارے بھائیوں کو یہ خبر پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الشہادت حدیث نمبر 2158)

فرمان خلیفہ وقت

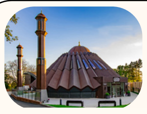

فرشتوں کا اُترنا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

یہ فرشتوں کا اترنا اور تسکین دینا جہاں ان زخمیوں پر ہمیں نظر آتا ہے وہاں پیچھے رہنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل کی وجہ سے تسکین پا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر رکھا ہوا ہے۔ اس ایمان کی وجہ سے جو زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہم میں پیدا ہوا یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ جاؤ اور میرے بندوں کے دلوں کی تسکین کا باعث بنو۔ ان دعائیں کرنے والوں کے لئے تسلی اور صبر کے سامان کرو۔ اور جیسا کہ میں نے کہا، ہر گھر میں مجھے یہی نظارے نظر آئے ہیں۔ ایسے ایسے عجیب نظارے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوعطا فرمائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اِنَّمَاۤ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَ حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: 87) کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ تعالیٰ کے حضور کرتا ہوں کی تصویر نظر آتا ہے۔ اور یہی ایک مومن کا طرہ امتیاز ہے۔ مومنوں کو غم کی حالت میں صبر کی یہ تلقین خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرۃ: 154) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اللہ سے مدد مانگو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(خطبہ جمعہ 4جون 2010ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ابتلاؤں میں ثابت قدمی کے واسطے دعا کرنی چاہئے

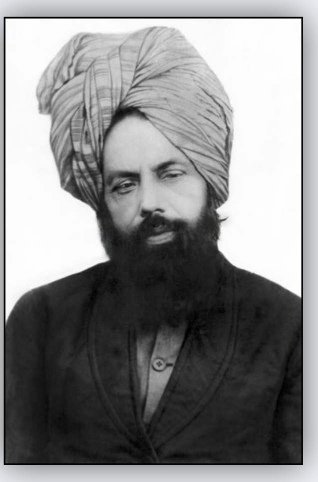

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے۔ کوئی نبی نہیں گزرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا۔ جب کسی کا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو اس کے لئے یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ایک پہلو پر جانے والے لوگ مشرک ہوتے ہیں۔ آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدا یا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے۔ آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کی جاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے اور ثابت قدمی کے واسطے خداتعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہنا چاہئے۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت و عافیت بھی رہے۔ مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی وجانی آرام بھی ہوں۔ کوئی ابتلاء بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے۔ وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ پر دیکھو کیسا نازک ابتلاء آیا تھا اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آگیا۔ دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا۔ یتیمی بھی تو بری بلا ہے خدا جانے کیا کیا دکھ اٹھائے اور پھر دعویٰ کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

یاد رکھو ۔ انبیاء کا دوسرا نام اہل بلاء و اہل ابتلاء بھی ہے۔ ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے اور پھر انبیاء کو تو رہنے دو۔ امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔ جاہل تو کہیں گے کہ وہ گنہگار اور بداعمال تھے اس لئے ان پر یہ تکلیف آئی مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ آرام سے کوئی درجہ نہیں ملا کرتا جو لوگ ایک ہی پہلو پر زور دیتے چلے جاتے ہیں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں میں صبر کرنا نہیں چاہتے۔ اندیشہ ہے کہ وہ دین ہی چھوڑ دیں۔اور دوسری طرف مقرب اللہ بھی بن جاوے۔ یہ تو ایسا ہی مشکل ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزر جانا بلکہ اس سے بھی ناممکن۔ جب تک ابتلاؤں اور امتحانوں میں انسان پورا نہ اترے کچھ نہیں بنتا۔“ (ملفوظات جلد پنجم ص 335)

اس شمارہ میں

● (اداریہ)مبارک ہیں لاہور کے احمدی....(خلیفۃ المسیح)
● تعارف سورۃ الاعراف
● شہدائے لاہور کی عظیم الشان قربانی کا ذکر
● سانحہ 28مئی 2010ء دارالذکر و ماڈل ٹاؤن لاہور
● سانحہ 28 مئی 2010ء۔ تاثرات
● سانحہ لاہور کے شہدائے احمدیت ضلع چکوال کا ذکر خیر
● 28مئی کو سانحہ لاہور میں شہید ہونے والے احمدیوں کے اسماء

اداریہ

مبارک ہیں لاہور کے احمدی .....(خلیفۃ المسیح)

آج 28مئی ہے آج سے 10سال قبل لاہور پاکستان میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد (دارالذکر گڑھی شاہو اور بیت النور ماڈل ٹاؤن) کو دہشت گردوں نے عین اس وقت دہشت گردی کا نشانہ بنایا جب ایک بہت بڑی تعداد میں احمدی دونوں مقامات پر نماز جمعہ کی مبارک و مقدس عبادت بجالا رہے تھے۔ جس کے نتیجہ میں80سے زائداحمدی احباب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر کے امر ہو گئے۔ اور 110 چھوٹے بڑے زخمی ہوئے اور اپنے لہو سے جماعت احمدیہ کی تابناک تاریخ رقم کر گئے۔

مئی کا مہینہ ہجری شمسی کے اعتبار سے ’’ہجرت‘‘ کا مہینہ ہے جب ہمارے بہت ہی پیارے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ انسان کی اس مادی ہجرت کے ساتھ اس کی ایک اور مادی ہجرت اس دنیا سے کوچ کر کے اپنے اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ لاہور جماعت کے یہ پیارے، اللہ کے دلارے ماہ مئی (ہجرت) میں اللہ کی طرف ہجرت کر گئے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔

مجلس انصاراللہ نے اس واقع کے معاً بعد نومبر،دسمبر2010ء کو شہدائے لاہور نمبر ایک خوبصورت دستاویزات کی صورت میں شائع کرنے کی سعادت پائی۔ اس نمبر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخی پیغام بھجوایا۔ جو اس شمارہ کے صفحہ 8۔9کی زینت بنا۔اور یہ پیغام جماعت احمدیہ میں شہداء کے مقام کو بلند کرتا ہے۔ اس کا ایک حصہ ماہنامہ انصاراللہ کے شکریہ کے ساتھ اس آرٹیکل کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ہماری جماعت میں شہادتوں کا یہ سلسلہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں اور راہ مولا میں جان کے نذرانے پیش کرنے کے ان پاک نمونوں کی متابعت میں ہے جن کا قرآنی پیشگوئیوں ’’وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ‘‘ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہونا مقدر تھا تا کہ یہ امر اس بات پر ایک بین ثبوت ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے اور آپ کی جماعت ایک سچی جماعت ہے۔ اسی لیے حضور علیہ السلام نے اپنے عہد مبارک میں سید الشہداء کی شہادت کے ذکر میں فرمایا تھا کہ ’’مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی رُوح رکھتے ہوں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین،روحانی خزائن جلد20 صفحہ 75)

چنانچہ گزشتہ مہینوں میں لاہور کی ہماری دو مساجد میں نمازیوں پر جب اندھا دھند گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی تو وہاں پر بھی احمدیت کے جانثاروں نے حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید جیسی روح کا ہی مظاہرہ کیا اور جانوں کی اجتماعی قربانی پیش کر کے استقامت کی لازوال تاریخ رقم کی۔ان کی قربانی یقیناً جماعت میں جانوں کی اجتماعی قربانی کی ایک منفردمثال ہے۔ ان سب کا ذکر خیر آپ میرے خطبات میں سن چکے ہیں۔ یہاں مختصراً اتناہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کو بہت سی عظیم الشان خوبیوں سے متصف کیا تھا۔نمازوں کا اہتمام، تلاوت میں باقاعدگی، خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا، بچوں کی نیک تربیت اور اس پہلو سے ان کی مسلسل نگرانی جیسے اوصاف ان سب شہداء میں نمایاں طور پر پائے جاتے تھے۔ وہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے۔ اپنے ماتحتوں اور ساتھ کام کرنے والوں سے حسن سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، غریبوں سے ہمدردی، تمام رشتوں کا خیال رکھنا ان کے بنیادی اخلاق کا حصہ تھے۔ یقیناً ان میں سے ہر ایک اپنا عہد کو پورا کرنے والا ایک روشن اور چمکدار ستارہ تھا۔ **یہ لوگ ہمیں بھی عشق و وفا کے لہلہاتے کھیتوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔**

دشمن نے ایک مذموم سازش کی اور اپنے زعم میں احمدیوں سے ان کا دین اور ایمان چھیننا چاہا لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہوسکا۔ ہم نے تو یہ نظارے دیکھے کہ باپ کے شہید ہونے پر اس کے نو دس سالہ بیٹے کو ماں نے یہ نصیحت کر کے مسجد بھجوایا کہ بیٹا وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا تا کہ یہ بات تمہارے ذہن میں رہے کہ موت ہمیں ہمارے عظیم مقاصد کے حصول سے خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ پس جس قوم میں ایمان کی دولت سے لبریز ایسے بہادر بچے اور مائیں ہوں اس قوم کی ترقی کو کوئی دشمن اور دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی۔ مخالفین اور دشمنان احمدیت کے ظالمانہ فعل اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ دعاؤں سے اور دلائل سے جماعت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔یہی وجہ ہے کہ دشمن کی ہر قسم کی مذموم حرکتوں کے باوجود احمدیت ہر جہت اور ہر سُو پھیلتی چلی جارہی ہے۔ سانحہ لاہور کے بعد کئی سعید فطرت لوگوں نے بیعتیں کی ہیں۔ اس واقعہ نے جماعت کے ایمانوں کو مضبوطی بخشی ہے۔ جماعت میں عبادات، خلافت سے عشق و وفا، باہم محبت اور اتحاد کا جذبہ پہلے سے بہت بڑھا ہے۔ساری جماعت نے شہداء کی فیملیوں کی تکلیف اور غم کو جس طرح اپنے دلوں میں محسوس کیا ہے اور مجھے لکھ لکھ کر اس کا اظہار بھی کیا ہے یہ سوائے ایمان کی دولت کے نصیب نہیں ہوسکتا اور روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ آپ کو کہیں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

پس یہ شہادتیں ہمیں ایمان و اخلاس اور وحدت و یگانگت کے جوسبق سکھا گئی ہیں ان کو اگر ہر احمدی ہمیشہ اسی طرح اپنے اندر زندہ رکھے تو ہمارے شہداء اور ان کی قربانیاں بھی زندہ رہیں گی اور جماعت کو بھی اس سے ایک نئی زندگی ہمیشہ ملتی چلی جائے گی۔ **یہ شہداء تو بلاشبہ دائمی زندگی اور اپنے پیارے خدا کی طرف سے ابدی جنتوں کے حقدار اور وارث ٹھہرے ہیں۔** ان شہیدوں کا خون انشاءاللہ رنگ لائے گا اور ان عظیم قربانیوں سے جماعت کے لئے ترقی کی نئی سے نئی شاہراہیں وجود میں آئیں گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اپنے عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلاب عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اُسے اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے اور یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو زمانے کے منادی ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین **(ابوسعید)**

شہزادہ عجم حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہیدؓ

(پہلا شہید احمدیت)

راستہ شہادت کا دکھلا گیا شہزادہ عجم
ارض افغانستان پہ وفائیں بکھرا گیا شہزادہ عجم

پرواہ ذرہ نہ کی دنیاوی جاہ وحشمت کی
لہو سے داستانِ وفا رنگیں بناگیا شہزادہ عجم

امام وقت کی آواز پر آمنا صدقنا کہنے والا
اپنے اوپر بارش پتھروں کی برسا گیا شہزادہ عجم

کوئی لالچ اسے ہٹا نہ سکا راہِ صدق و وفا سے
گلے شہادت کو خوشی سے لگا گیا شہزادہ عجم

محبت و وفا کا پیکر، اطاعت سے بھرا متقی وجود
ہر سو امن کی شمعیں جلا گیا شہزادہ عجم

سر پہ موت منڈلاتے دیکھ کر، بڑی جرأت سے
امیر کابل کو پیغام احمدیت سنا گیا شہزادہ عجم

ہم جتنا بھی ناز کریں شہید کابل پہ وہ کم ہے
مسیح کی زندگی میں وفائیں لٹا گیا شہزادہ عجم

اک معصوم پہ ظلم کی انتہا پر ارض کابل کوریاضؔ
اللہ کی نگاہ سے ہمیشہ کے لئے گرا گیا شہزادہ عجم

(ریاض احمد ملک)

وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ الاعراف (ساتویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 207 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن ملک غلام فرید صاحب ایڈیشن 2003ء

وجہ تسمیہ اور وقتِ نزول

ابنِ عباس، ابن زبیر، حسن، مجاہد، عکرمہ، عطاء اور جابر بن زید کے مطابق یہ سورۃ مکی دور کی ہے ماسوائے آیات 165 تا 172 کے۔ قتادہ کے نزدیک آیت 165 مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس سورۃ کا عنوان اس کی آیت 47 سے اخذ کیا گیا ہے۔اکثر مفسروں کو اس سورۃ کے عنوان اور اس کے مضامین کے درمیان تعلق کو سمجھنے میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اعراف کے لفظ کے غلط معانی سمجھ لئے ہیں۔ ان کے نزدیک اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک روحانی مقام ہے جس کے مقیم جہنمیوں سے الگ ہیں مگر ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوئے۔ قرآن کریم اس لفظ کے متذکرہ بالا معانی کی تردید کرتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں دو طرح کے گروہوں کا ذکر ہےیعنی جنّتی اور جہنمی۔ یہاں کسی تیسرے گروہ یا انسانوں کے درجہ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ (قرآن کریم) اس لفظ اعراف کی کوئی تاویل بیان نہیں کرتا کہ یہ درمیانے درجہ کے روحانیت کے لوگوں کا کوئی مقام ہے نہ ہی قرآن کریم کے متن سے اس بارہ میں کوئی حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم اعراف کے مکینوں کے بارہ میں بتاتا ہے کہ ایک وقت میں وہ جنتیوں سے باتیں کرتے ہیں اور دوسرے وقت میں جہنمیوں سے باتیں کرتے ہیں اور ان کا روحانی علم اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ وہ جنتیوں کو ان کے خاص نشانوں سے پہچان لیتے ہیں اور جہنمیوں کو بھی ان کے نشانات کی وجہ سے پہچانتے ہیں۔ اعراف کے لوگ جہنمیوں پر تنقید کرتے ہیں اور انہیں سرزنش کرتے ہیں اور جنتیوں کے لئے دعا کرتے ہیں (آیات 47،49،50) کیا کوئی ایسا وجود جو ابھی تک خود بے یقینی کے درجہ پر جنت اور جہنم کے درمیان معلق ہو، وہ اپنے تئیں ایسے مقامِ برتری کا اظہار کر سکتا ہے جیساکہ اصحاب اعراف کرتے ہیں؟

دراصل اصحاب اعراف خدا کے نبی ہیں جو قیامت کے روز ایک خاص روحانی مقام پر ہوں گے اور اہلِ جنت کے لئے دعا کریں گے اور جہنمیوں کو سرزنش کریں گے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ ہے جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی کے قصص بیان ہوئے ہیں ۔ بجا طور پر اس کا نام الاعراف (بلند ٹیلوں والے) رکھا گیا ہے یعنی بلند مقام والے۔ مزید براں اس لفظ کے لغوی معانی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ اعراف کا لفظ عُرف کی جمع ہے جس کا مطلب ہے بلند اور عالی مرتبہ جگہ اور اس سے مراد ایسی روحانی بصیرت بھی ہے جو انسان کو خدا کی مدد سے حاصل ہوتی ہےاور اپنے باطن کی گواہی سے ملتی ہے۔

اس لئے اعراف سے مراد ایسی تعلیمات اور انسانی فطرت کی گواہی بھی ہے جو حق کو پہچاننے کے لئے عقلی دلائل مہیا کرتی ہے اور جیساکہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ان جملہ صفات سے متصف ہوتی ہیں وہ تنہا ہی اس بلند روحانی مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لئے وہ بلا شبہ اصحاب الاعراف کہلانے کے مستحق ہیں۔

مختصر یہ کہ سورۃ اعراف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں اعلیٰ روحانی سپوت وجودوں کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں جنہوں نے ماضی میں انسانوں کو ان کی فطرت کے مطالبات اور ان کی سمجھ کے عین مطابق دائمی سچائی سکھائی اور جنہیں نیچا دکھانے کی اس دنیا کے افراد نے بہت سعی کی مگر خدا وند کریم نے انہیں بلند مقام پر فائز کردیا۔

مضامین کا خلاصہ اورسیاق وسباق

روحانی طور پر دیکھا جائے تو یہ سورۃ اپنی سابقہ اور بعد میں آنے والی سورتوں کے درمیان بطور برزخ (درمیانی رابطہ) کے ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اس سورۃ کا مضمون اپنی سابقہ سورتوں کے مضامین کو ایک نیا مرکزی خیال فراہم کرتا ہے۔ سابقہ سورتوں میں یہودیت اور عیسائیت کی تردید کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے نیز دیگر فرقوں کےعقائد پر جو اپنے عقائد کی بنیاد فلاسفی اور دلائل پر رکھتے ہیں۔ اس سورۃ میں ان دونوں موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہےاور ان دونوں کی تردید کرکے اسلام کی سچائی کے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے یہ بتایا گیاہے کہ قرآن کریم کا ہر لفظ الہامِ الٰہی ہے جس کے ضائع ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتااور نہ ہی یہ اپنے مقصد میں ناکام ہوگا۔ پھر مسلمانوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ ہرگز ناامیدی کا شکار ہو کر دیگر مذاہب کے پیروکاروں سے سمجھوتے میں تیزی نہ کریں کیونکہ سچے مذہب کے مخالفین کو بالآخر ذلت اور رسوائی کا سامنا ہی ہو تا ہے۔

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے انسانوں کو ایک نہایت اعلیٰ مقصد کے لئے پیدا کیا ہےمگر اکثر لوگ اس اعلیٰ مقصد پیدائش کو بھول جاتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت آدم کے جنت میں رہنے اور وہاں سے نکالے جانے کا بیان ایک مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور نسلِ آدم کی ابتداء میں ہی اس واقعہ کا بیان رکھ کر یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے انسان کو روحانی کے بلند مدارج کے حصول کے لئے پیدا کیا تھا مگر اس نے خدا کے منصوبوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور شیطان کی پیروی کی۔

مزید براں یہ بتایا گیاہے کہ گزشتہ مذاہب انسانوں کی انفرادی ترقی پر زور دیتے تھے جبکہ اسلام جملہ مذاہب کی اصلاح کی کوشش کرتاہے۔ جہاں گزشتہ انبیاء فردِ واحد کو واصل جنت میں کوشاں تھے وہاں اسلام جملہ مذاہب اور اقوام کو جنت میں داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر جیساکہ اصلاح کی ہر کوشش کو جڑ پکڑنے سے پہلے رکاوٹوں اور ناپسندیدہ حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے جب بھی مسلمان سیدھے راستے سے بھٹکتے ہیں اور اسلامی اصولوں اور تعلیمات سے دور ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے آنحضرت ﷺ کے پیروکاروں میں سے مجدد ین کو بھیجتا ہے تاکہ انسان اپنی نئی نئی حاصل شدہ جنت کو کھو نہ دے اور قومی ترقی کے راستے سے بھٹک نہ جائے۔

یہ سورۃ آگے چل کر ان موعود مجددین کے معیار بیان کرتی ہے اور ان کے مخالفین کے بد انجام پر روشنی ڈالتی ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ جملہ الٰہی منصوبے تدریجاً کام کرتے ہیں۔ مادی دنیا کی طرح روحانی دنیا میں بھی ہر قسم کی ترقی ارتقائی منازل طے کرتی ہے اور اس ارتقائی ترقی کے نتیجے میں انسان نے حضرت آدم سے لیکر آنحضرت ﷺ کے دور تک ترقی کی ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات میں توجہ قومی ترقی اور تنظیم پر مرکوز کی گئی ہے۔ اس لئے مومنوں کو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ چھوٹے بیجوں سے بڑے درخت بنتے ہیں اور بسا اوقات بہت بڑے مقاصد ابتداء میں حقیر معلوم ہوتے ہیں اور پوشیدہ رہتے ہیں۔ اس لئے مومنوں پر واجب ہے کہ اپنی آنکھیں کھلی رکھیں اور اپنی پیدائش کے اعلیٰ مقصد کو معرضِ التوا میں نہ رہنے دیں اور نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں کیونکہ اگر ایک مرتبہ اس مقصد کو نظرانداز کردیا گیا تو یہ ہمیشہ کے لئے دَب جائے گا۔

اس سورۃ کی آیت نمبر 60 سے چند ابتدائی انبیاء کی زندگی پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے جن کا مقصد انسان کو اس نعمتوں والی جنت کی طرف واپس لے جانا تھا جہاں سے وہ نکالا گیا تھا۔ بعد ازاں بتایا گیا ہے کہ اچھائی انسان کی فطرت کا خاصہ ہے اور برائی بعد میں آتی ہے۔ اور یہ بیرونی اثر کا نتیجہ ہوتی ہے اور فطرتی اچھائی کے باوجود انسان الہامِ الٰہی کے بغیر کبھی اپنے کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ الٰہی راہنمائی سے منہ موڑنے کے نتیجے میں انسان اپنی فطرتی نیکی سے دور ہٹ جاتا ہے اور روحانی طور پر تباہ ہو جاتا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے مشن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اور آپؐ کے مخالفین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ حقیقت سے منہ نہ موڑیں کہ آپ ﷺ کی فہم و فراست اعلیٰ درجہ کی ہے، مقاصد اجلیٰ ہیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات انسانی فطرتِ صحیحہ اور قانون قدرت کے عین مطابق ہیں اور زمانے کے حالات اور گواہی آپ کے حق میں ہیں۔ پھر کفار کے بعض شکوک و شبہات دور کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سخت مخالفت کریں گے مگر خدا آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا اور ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔

مسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ نا صرف یہ کہ مخالفوں کی مخالفت پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں بلکہ ان کے لئے دعا بھی کریں۔ پھر اس سورۃ میں یہ بیان کیا گیاہے کہ سابقہ انبیاء کے مخالفین کی طرح آپ ﷺ کے مخالفین بھی ہمیشہ نشان مانگتے رہیں گے مگر نشان کا دکھانا محض خدا کا کام ہے جو غلطی سے مبرا ذات ہے اور جب چاہتا ہے نشان دکھاتا ہے۔ پھر کفار سے پوچھا گیا ہے کہ کیا قرآن کریم جو نبوت کے جملہ مقاصد کو پورا کرتا ہے خود اپنی ذات میں ایک نشان نہیں ہے۔ پھر مسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ قرآن کریم کو وہ حقیقی خراجِ تحسین پیش کریں جو اس کے شایانِ شان ہے کیونکہ جس قدر الٰہی نور کا ادراک انسان کو ہوگا اسی قدر اس کی تعریف اور قدردانی سچائی پر مبنی ہوگی۔

آج کی دعا

- اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِنَا وَاٰمِنۡ رَوۡعَاتِنَا

اے اللہ تعالیٰ ڈھانپ دے ہمارے عیبوں کو اور امن دے ہماری گھبراہٹوں کو۔

- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ

اے اللہ تعالیٰ ہم کرتے ہیں تجھے مقابلہ میں ان کافروں کے اور پناہ مانگتے ہیں تیری ان کی شرارتوں سے۔

- اَللّٰھُمَّ أَنۡتَ عَضُدِیۡ وَنَصِیۡرِیۡ بِكَ أَحُوۡلُ وَبِكَ أَصُوۡلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ

اے اللہ تعالیٰ! تو ہی میرا بازو ہے اور میرا مددگار ہے۔ تیری مدد سے چلتا پھرتا ہوں اور تیری مدد سے حملہ کرتا ہوں۔ اور تیری ہی مدد سے مقابلہ کرتا ہوں۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ و پریشانی سے نجات اور مدد باری تعالیٰ کی دعائیں ہیں۔ اللہ کرے قرآن کریم حضرت محمد مصطفےٰؐ، حضرت مسیح موعودؑ کے حیات بخش دعائیہ خزائن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم مسلسل دعاؤں سے کام لے کر اپنی آخرت اور دنیا سنوار لیں۔آمین

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

قدسیہ محمود سردار

شہدائے لاہور کی عظیم الشان قربانی کا ذکر اور لواحقین کا صبر
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۔نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ۔نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ۔ (حٰمۤ سجدہ: 31 تا 33)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ ہم اس دنیاوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہو گا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہو گا جو تم طلب کرتے ہو۔ یہ بخشنے والے اور بے انتہا رحم کرنے والے خدا کی طرف سے بطور مہمانی کے ہو گا......

جیسا کہ میں نے کہا میں نے ہر گھر میں فون کیا تو بچوں، بیویوں، بھائیوں، ماؤں اور باپوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا۔ خطوط میں تو جذبات چھپ بھی سکتے ہیں، لیکن فون پر ان کی پُر عزم آوازوں میں یہ پیغام صاف سنائی دے رہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے مومنین کے اس ردّ عمل کا اظہار بغیر کسی تکلف کے کر رہے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ہم پورے ہوش و حواس اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں۔ یہ ایک ایک دو دو قربانیاں کیا چیز ہیں ہم تو اپنا سب کچھ اور اپنے خون کا ہر قطرہ مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے تیار ہیں کہ آج ہمارے لہو، آج ہماری قربانیاں ہی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے کا اظہار اور اعلان دنیا پر کریں گی۔ ہم وہ لوگ ہیں جو قرونِ اولیٰ کی مثالیں قائم کریں گے۔ ہم ہیں جن کے سامنے صحابہ رسول ﷺ کا عظیم نمونہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ سب خطوط، یہ سب جذبات پڑھ اور سن کر اپنے جذبات کا اظہار کرنا تو میرے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس یقین پر قائم کر دیا، مزید اس میں مضبوطی پیدا کر دی کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے یقیناً ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں جن کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ یہ صبر و استقامت کے وہ عظیم لوگ ہیں، جن کے جانے والے بھی ثباتِ قدم کے عظیم نمونے دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ (البقرۃ: 155) کے مصداق بن گئے، اور دنیا کو بھی بتا گئے کہ ہمیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ ہم زندہ ہیں۔ ہم نے جہاں اپنی دائمی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رضا کو پا لیا ہے وہاں خدا تعالیٰ کے دین کی آبیاری کا باعث بھی بن گئے ہیں۔ ہمارے خون کے ایک ایک قطرے سے ہزاروں ثمرآور درخت نشوونما پانے والے ہیں۔ ہمیں فرشتوں نے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔ ہمیں تو اپنی جان دیتے ہوئے بھی پتہ نہیں لگا کہ ہمیں کہاں کہاں اور کتنی گولیاں لگی ہیں؟ ہمیں گرینیڈ سے دیئے گئے زخموں کا بھی پتہ نہیں لگا۔ یہ صبر و رضا کے پیکر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بے چین، دین کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے، گھنٹوں اپنے زخموں اور ان میں سے بہتے ہوئے خون کو دیکھتے رہے لیکن زبان پر حرفِ شکایت لانے کی بجائے دعاؤں اور درود سے اپنی اس حالت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتے رہے۔ اگر کسی نے ہائے یا اُف کا کلمہ منہ سے نکالا تو سامنے والے زخمی نے کہا ہمت اور حوصلہ کرو، لوگ تو بغیر کسی عظیم مقصد کے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں تم تو اپنے ایک عظیم مقصد کے لئے قربان ہونے جا رہے ہو۔ اور پھر وہ اُف کہنے والا آخر دم تک صرف درود شریف پڑھتا رہا۔ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ یقین کرواتا رہا کہ ہم نے جو مسیح محمدی سے عہد کیا تھا اسے پورا کر رہے ہیں۔ میں نے ایک ایسی دردناک ویڈیو دیکھی، جو زخمیوں نے ہی اپنے موبائل فون پر ریکارڈ کی تھی۔ اس کو دیکھ کر دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن سے بیشک قربانیاں تو خدا تعالیٰ نے لی ہیں لیکن اس کے فرشتوں نے ان پر سکینت نازل کی ہے۔ اور یہ لوگ گھنٹوں بغیر کراہے صبر و رضا کی تصویر بنے رہے............

یہ فرشتوں کا اترنا اور تسکین دینا جہاں ان زخمیوں پر ہمیں نظر آتا ہے وہاں پیچھے رہنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل کی وجہ سے تسکین پا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر رکھا ہوا ہے۔ اس ایمان کی وجہ سے جو زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہم میں پیدا ہوا یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ جاؤ اور میرے بندوں کے دلوں کی تسکین کا باعث بنو۔ ان دعائیں کرنے والوں کے لئے تسلی اور صبر کے سامان کرو۔ اور جیسا کہ میں نے کہا، ہر گھر میں مجھے یہی نظارے نظر آئے ہیں۔ ایسے ایسے عجیب نظارے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوعطا فرمائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اِنَّمَاۤ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: 87) کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ تعالیٰ کے حضور کرتا ہوں کی تصویر نظر آتا ہے۔ اور یہی ایک مومن کا طرہ امتیاز ہے۔ مومنوں کو غم کی حالت میں صبر کی یہ تلقین خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرۃ: 154) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ صبر اور صلوۃ کے ساتھ اللہ سے مدد مانگو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

پس ایک بندہ تو خدا تعالیٰ کے آگے ہی اپنا سب کچھ پیش کرتا ہے، جو اللہ کا حقیقی بندہ ہے، عبدِ رحمان ہے، جزع فزع کی بجائے، شور شرابے اور جلوس کی بجائے، قانون کوہاتھ میں لینے کی بجائے، جب صبر اور دعاؤں میں اپنے جذبات کو ڈھالتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ مومنوں کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی آزمائشوں کے متعلق بتا دیا تھا۔ یہ فرما دیا تھا کہ آزمائشیں آئیں گی۔ فرماتا ہے۔ وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرۃ: 156)اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے سے آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

پس صبر اور دعائیں کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے خوشیوں کی خبریں سنائی ہیں۔ اپنی رضا کی جنت کا وارث بننے کی خبریں سنائی ہیں۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو بھی جنت کی بشارت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اس دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی جنت کی بشارت ہے۔ ایسے لوگوں کی خواہشات اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول بن جاتی ہیں۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی انہی خوبیوں کا ذکر کیا ہے کہ جو لوگ ابتلاؤں میں استقامت دکھاتے ہیں فرشتے ان کے لئے تسلی کا سامان کرتے ہیں۔ جب مومنین ہر طرف سے ابتلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں جانوں کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اموال کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے یا پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عزتوں کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے یا پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہر طرف سے بعض دفعہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مدد کے دروازے ہی بند ہو گئے ہیں اس وقت جب مومنین بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ کو سمجھتے ہوئے استقامت دکھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتے ہیں۔ ایک دم ایسی فتح و ظفر اور نصرت کی خبریں ملتی ہیں، اس کے دروازے کھلتے ہیں کہ جن کا خیال بھی ایک مومن کو نہیں آ سکتا۔ ایسے ایسے عجائب اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے کہ جن کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ پس استقامت شرط ہے اور مبارک ہیں لاہور کے احمدی جنہوں نے یہ استقامت دکھائی، جانے والوں نے بھی اور پیچھے رہنے والوں نے بھی۔ پس یقیناً اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے اپنے وعدے پورے کرے گا۔ اور دلوں کی تسکین کے لئے جو وعدے ہیں، جو ہمیں نظر آ رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کا ہی نشان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ ”وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین (ہو) اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ اس استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرضِ خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجودنہ ہو یہاںتک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلّی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے۔ اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفا داری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلت پر خوش ہو جائیں، موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے، نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے اور باوجود سراسر بے کس اور کمزور ہونے کے اور کسی تسلّی کے نہ پانے کے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہر چہ بادا باد کہہ کر گردن کو آگے رکھ دیں اور قضاء و قدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہر گز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلاویں جب تک کہ آزمائش کا حق پورا ہو جائے۔ یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 419-420)

آج ہمارے شہداء کی خاک سے بھی یقیناً یہ خوشبو آ رہی ہے جو ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی ہے۔ ان کی استقامت ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے، اسے کبھی نہ چھوڑنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ابتلاء کا لمبا ہونا تمہارے پائے استقلال کو ہلا نہ دے۔ کہیں کوئی نا شکری کا کلمہ تمہارے منہ سے نہ نکل جائے۔ ان شہداء کے بارے میں تو بعض

خوابیں بھی بعض لوگوں نے بڑی اچھی دیکھی ہیں۔ خوش خوش جنت میں پھر رہے ہیں۔ بلکہ ان پر تمغے سجائے جا رہے ہیں۔ دنیاوی تمغے تو لمبی خدمات کے بعد ملتے ہیں یہاں تو نوجوانوں کو بھی نوجوانی میں ہی خدمات پر تمغے مل رہے ہیں۔ پس ہمارا رونا اور ہمارا غم خدا تعالیٰ کے حضور ہے اور اس میں ہمیں کبھی کمی نہیں ہونے دینی چاہئے۔ آپ لاہور کے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ’’لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔‘‘ (تذکرہ صفحہ328جدید ایڈیشن) اور ’’لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔‘‘ (تذکرہ صفحہ328) پس یہ آپ لوگوں کا اعزاز ہے جسے آپ لوگوں نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو صبر اور دعا سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور پھر اس تعلق میں بہت سی خوشخبریاں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں آپ جن کے شہر کے نام کے ساتھ خوشخبریاں وہاں کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک مسیح علیہ السلام کے ذریعہ دی ہیں۔ دشمن نے تو میرے نزدیک صرف جانی نقصان پہنچانے کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی مقصد تھے۔ ایک تو خوف پیدا کر کے اپنی نظر میں، اپنے خیال میں کمزور احمدیوں کو احمدیت سے دور کرنا تھا، نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنی تھی۔ لیکن نہیں جانتے کہ یہ ان ماؤں کے بیٹے ہیں جن کے خون میں، جن کے دودھ میں جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کا عہد گردش کر رہا ہے۔ جن کے اپنے اندر عہدِ وفا نبھانے کا جوش ہے۔ دوسرے دشمن کا یہ خیال تھا کہ اس طرح اتنی بڑی قربانی کے نتیجے میں احمدی برداشت نہیں کر سکیں گے اور سڑکوں پر آ جائیں گے۔ توڑ پھوڑ ہو گی، جلوس نکلیں گے اور پھر حکومت اور انتظامیہ اپنی من مانی کرتے ہوئے جو چاہے احمدیوں سے سلوک کرے گی۔ اور اس ردّ عمل کو باہر کی دنیا میں اچھال کر پھر احمدیوں کو بدنام کیا جائے گا۔ اور پھر دنیا کو دکھانے کے لیے، بیرونی دنیا کو باور کرانے کے لئے یہ لوگ اپنی تمام تر مدد کے وعدے کریں گے۔ لیکن نہیں جانتے کہ احمدی خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے والے اور اس کی پناہ میں آنے والے لوگ ہیں۔ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں۔ اور یہ کبھی ایسا ردّ عمل نہیں دکھا سکتے۔ جب یہ ردّ عمل جو مخالفین کی توقع تھی ان لوگوں نے نہیں دیکھا اور پھر بیرونی دنیا نے بھی اس ظالمانہ حرکت پر شور مچایا اور میڈیا نے بھی ان کو ننگا کر دیا تو رات گئے حکومتی اداروں کو بھی خیال آ گیا کہ ان کی ہمدردی کی جائے۔ اور اپنی شرمندگی مٹائی جائے۔ اور پھر آ کے بیان بازی شروع ہو گئی۔ ہمدردیوں کے بیان آنے لگ گئے۔ حیرت ہے کہ ابھی تک دنیا کو، ان لوگوں کو خاص طور پر یہ نہیں پتہ چلا کہ احمدی کیا چیز ہیں؟ گزشتہ ایک سو بیس سالہ احمدیت کی زندگی کے ہر ہر سیکنڈ کے عمل نے بھی ان کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ یہ ایک امام کی آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ یہ اس مسیح موعود کے ماننے والے لوگ ہیں جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے آیا تھا۔ جنہوں نے جانور طبع لوگوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنایا تھا۔ پس اب جبکہ ہم درندگی کی حالتوں سے نکل کر باخدا انسان بننے کی طرف قدم بڑھانے والے ہیں، ہم کس طرح یہ توڑ پھوڑ کر سکتے ہیں۔ جلوس اور قتل و غارت کا ردّ عمل کس طرح ہم دکھا سکتے تھے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہا اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ ہم نے تو اپنا غم اور اپنا دکھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے اور اس کی رضا پر راضی اور اس کے فیصلے کے انتظار میں ہیں۔

یہ درندگی اور سفاکی تمہیں مبارک ہو جو خدا کے نام پر خدا کی مخلوق بلکہ خدا کے پیاروں کے خون کی ہولی کھیلنے والے ہو۔ عوام کو مذہب کے نام پر دوبارہ چودہ پندرہ سو سال پہلے والی بدّووانہ زندگی میں لے جانے والے اور اس میں رہنے والے ہو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ اب کسی مسیح موعود کی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس سے بھی انکاری ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے لئے قرآن اور شریعت کافی ہے۔ کیا تمہارے یہ عمل اس شریعت اور قرآن پر ہیں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لائے تھے؟ یقیناً نہیں۔ تم میرے آقا، ہاں وہ آقا جو محسنِ انسانیت تھا اور قیامت تک اس جیسا محسنِ انسانیت پیدا نہیں ہو سکتا، اس محسنِ انسانیت کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے ہو۔ ناموسِ رسالت کے نام پر میرے پاک رسول ﷺ کو بدنام کرنے والے ہو۔ یقیناً قیامت کے دن لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا کلمہ تم میں سے ایک ایک کو پکڑ کر تمہیں تمہارے بد انجام تک پہنچائے گا۔ ہمارا کام صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر احمدی اس پر کاربند رہے گا۔

یہ صبر کے نمونے جب دنیا نے دیکھے تو غیر بھی حیران ہو گئے۔ ظلم اور سفّاکی کے ان نمونوں کو دیکھ کر غیروں نے نہ صرف ہمدردی کا اظہار کیا بلکہ احمدیت کی طرف مائل بھی ہوئے بلکہ بیعت میں آنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ پس یہ ظلم جو تم نے ہمارے سے روا رکھااس کا بدلہ اس دنیا میں ہمیں انعام کی صورت میں ملنا شروع ہو گیا۔

ایک صاحب نے مجھے لکھا، جوجاپان سے وہاں گئے ہوئے تھے اور جنازے میں شامل ہوئے کہ آخرین کی شہادتوں نے نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک کی یادوں کو تازہ کر دیا۔ ربوہ کے پہاڑ کے دامن میں ان مبارک وجودوں کو دفناتے ہوئے کئی دفعہ ایسا لگا جیسے اس زمانے میں نہیں۔ صبر و رضا کے ایسے نمونے تھے جن کو الفاظ میں ڈھالنا ناممکن ہے۔ انصار اللہ کے لان میں میں نے اپنی دائیں طرف ایک بزرگ سے جو جنازے کے انتظار میں بیٹھے تھے پوچھا کہ چچا جان! آپ کے کون فوت ہوئے ہیں؟ فرمایا میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ میرا دل دہل رہا تھا اور پُر عزم چہرہ دیکھ کر ابھی میں منہ سے کچھ بول نہ پایا تھا کہ انہوں نے پھر فرمایا کہ الحمدللہ! خدا کو یہی منظور تھا۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ میرے چاروں طرف پُر عزم چہرے تھے اور میں اپنے آپ کو سنبھال رہا تھا کہ ان کوہ وقار ہستیوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کروں کہ خود مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ کہتے ہیں کہ میں مختلف لوگوں سے ملتا اور ہر بار ایک نئی کیفیت سے گزرتا رہا۔ خون میں نہائے ایک شہید کے پاس کھڑا تھا کہ آواز آئی میرے شہید کو دیکھ لیں۔ اس طرح کے بے شمار جذبات احساسات ہیں۔ ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے انہیں اپنے فضل سے بچا لیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائیاں ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کہ رو دھو رہی ہو گی۔ یعنی میرے پاس آئیں کہ رو دھو رہی ہوں گی کیونکہ مسجد کے ساتھ ان کا گھر تھا۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے؟ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے حضور مقرب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر عورتیں حیران رہ گئیں اور الٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے؟ اور پھر آگے لکھتی ہیں کہ اس نازک موقع پر ربوہ والوں نے جو خدمت کی اور دکھی دلوں کے ساتھ دن رات کام کیا اس پر ہم سب آپ کے اور ان کے شکر گزار ہیں۔ ایک ماں کا اٹھارہ سال کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ایک لڑکا تھا باقی لڑکیاں ہیں۔ میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا۔ شہید ہو گیا اور انتہائی صبر اور رضا کا ماں باپ نے اظہار کیا اور یہ کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ مسلم الدّروبی صاحب سیریا کے ہیں وہ بھی ان دنوں میں وہاں گئے ہوئے تھے۔ اور ان کو بھی ٹانگ پر کچھ زخم آئے ہیں۔ شام کے احمدی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا نظارہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کوئی افراتفری نہیں تھی۔ کوئی ہراسانی نہیں تھی۔ کوئی خوف نہیں تھا۔ ہر ایک آرام سے اپنے اپنے کام کر رہا تھا اس وقت بھی جب دشمن گولیاں چلا رہا تھااور انتظامیہ کی طرف سے جو بھی ہدایات دی جا رہی تھیں ان کے مطابق عمل ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرے لئے تو ایک ایسی انہونی چیز تھی کہ جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

پس یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں۔ قربانیوں کی عظیم مثال ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ شہید ہو گیا ہے۔ پوری جماعت کے لئے یہ مائیں درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤں ! اس جذبے کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے، جب تک یہ پُر عزم سوچیں رہیں گی، کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

ایک احمدی نے لکھا کہ میں ربوہ سے گیا تھا۔ ایک نوجوان خادم کے ساتھ مل کر لاشیں اٹھاتا رہا تو سب سے آخر میں اس نے میرے ساتھ مل کرایک لاش اٹھائی اور ایمبولینس تک پہنچا دی، اور اس کے بعد کہنے لگا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ اس ایمبولینس کے ساتھ چلا گیا بلکہ واپس مسجد میں چلا گیا اور اپنی ڈیوٹی جو اس کے سپرد تھی اس کام میں مستعد ہو گیا۔

یہ ہیں مسیح محمدی کے وہ عظیم لوگ جو اپنے جذبات کو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں۔ بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ جمع کر کے لکھے بھی جائیں گے۔ ایک بات جو سب نے بتائی ہے جو کامن (Common) ہے، عینی شاہد جو بتاتے ہیں کہ دہشت گرد جب یہ سب کارروائی کر رہے تھے تو کوئی پینک (Panic) نہیں تھا۔ جیسا کہ الدّروبی صاحب نے بھی لکھا ہے۔ امیر صاحب اور مربی صاحب اور عہدیداران کی ہدایات پر جب تک یہ لوگ عہدیداران زندہ رہے سکون سے عمل کرتے رہے اور اس کے بعد بھی کوئی بھگدڑ نہیں مچی بلکہ بڑے آرگنائزڈ طریقے سے دیواروں کے ساتھ لگ گئے تا کہ گولیوں سے بچ سکیں اور بیٹھ کر دعائیں کرتے رہے۔ اور ایک بزرگ اس حالت میں مسلسل سجدہ میں رہے ہیں کوئی پرواہ نہیں کی کہ دائیں بائیں گولیاں آ رہی ہیں۔ یہ ہیں ایمان والوں اور حقیقی ایمان والوں کے نظارے۔

کئی خطوط مجھے اس مضمون کے بھی آ رہے ہیں جو سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاہَدُوا اللّٰہَ عَلَیۡہِ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ ۫ۖ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا (الاحزاب: 24) کہ مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہیں جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہا ہے۔ اور انہوں نے ہرگز اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ لکھ کر یہ لوگ پھر اپنے عہدِ وفا اور قربانی کا یقین دلا رہے ہیں۔ پس دشمن تو سمجھتا تھا کہ اس عمل سے احمدیوں کو کمزور کر دے گا، جماعت کی طاقت کو توڑ دے گا۔ شہروں کے رہنے والے شاید اتنا ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن انہیں کیا پتہ ہے کہ یہ شہروں کے رہنے والے وہ لوگ ہیں جن میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان کی حرارت بھر دی ہے۔ جو دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔ بے شک دنیا کے دھندوں میں بھی لگے ہوئے ہیں لیکن صرف دنیا کے دھندے مقصود نہیں ہیں۔ جب بھی دین کے لئے بلایا جاتا ہے تو لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا یہ درندگی کے بجائے

انسانیت کے علمبردار ہیں۔ آخر یہ احمدی بھی تو اسی قوم میں سے آئے ہیں۔ وہی قبیلے ہیں، وہی برادریاں ہیں جہاں سے وہ لوگ آ رہے ہیں جومذہب کے نام پر درندگی اور سفّاکی دکھاتے ہیں۔ لیکن مسیح موعود کے ماننے کے بعد یہی لوگ ہیں جو مذہب کی خاطر قربانیاں تو دیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق.........

جیسا کہ میں نے کہا، ہمارا رونا اور ہمارے دکھ تو خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں۔ ان سے تو ہم نے کچھ نہیں لینا۔ لیکن صرف ان کے معیاروں کی طرف میں نشاندہی کر رہا ہوں۔ ہمارا تو ہر ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کا اور اس کی رضا کے حصول کا ادراک اور بڑھتا ہے۔ بندے نہ تو ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ کچھ دے سکتے ہیں۔ بے شک دنیا میں آج کل دہشتگردی بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں اس کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ لیکن احمدیوں کے خلاف دہشتگردی کو قانون کا تحفظ حاصل ہے۔ اس لئے جو ان کے دل میں آتا ہے وہ کرتے ہیں۔ مونگ رسول کا واقعہ ہوا، وہاں بھی دہشت گردی ہوئی، وہاں کے جو دہشت گرد تھے پکڑے گئے تھے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ کیا ان کو سزا دی گئی؟ وہ پاکستانی گلیوں میں آج بھی آزادی کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ پس ان سے تو کوئی احمدی کسی قسم کی کوئی توقع نہیں کر سکتا اور نہ کرتا ہے۔ ہمارا مولیٰ تو ہمارا اللہ ہے اور اس پر ہم توکل کرتے ہیں۔ وہی ہمارا معین و مددگار ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتا رہے گا اور اپنی حفاظت کے حصار میں ہمیں رکھے گا۔ ان لوگوں سے آئندہ بھی کسی قسم کی خیر کی کوئی امید نہیں اور نہ کبھی ہم رکھیں گے۔ اس لئے احمدیوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ کی دعا بہت پڑھیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا ضرور پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔ ثباتِ قدم کے لئے دعائیں کریں۔ ان لوگوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں، روئیں۔ ان دو مساجد میں جو ہمارے زخمی ہوئے ہیں ان کے لئے بھی دعائیں کریں۔ ان زخمیوں میں سے بھی آج ایک اور ڈاکٹر عمران صاحب تھے ان کی شہادت ہو گئی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ باقی جو زخمی ہیں ان کو شفا عطا فرمائے اور ہر احمدی کو ہر شر سے ہمیشہ بچائے۔ احمدیوں نے پاکستان کے بنانے میں کردار ادا کیا تھا اور ان لوگوں سے بڑھ کر کیا تھا، جو آج دعویدار ہیں، جو آج پاکستان کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اس لئے ملک کی بقا کے لئے بھی دعا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور ان لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے اور ان کے عبرتناک انجام کے لئے بھی دعا کریں جو ملک میں افراتفری اور فساد پھیلا رہے ہیں، جنہوں نے ملک کا سکون برباد کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

ایک بات اور کہنا چاہوں گا۔ ایک احمدی نے بڑے جذباتی انداز میں ایک خط لکھا لیکن اس سوچ پہ مجھے بڑی حیرت ہوئی، کیونکہ پڑھے لکھے بھی ہیں جماعتی خدمات بھی کرنے والے ہیں۔ ایک فقرہ یہ تھا کہ ’’دشمن نے کیسے کیسے ہیرے مٹی میں رول دیئے‘‘۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ ہیرے مٹی میں رولے نہیں گئے۔ ہاں دشمن نے مٹی میں رولنے کی ایک مذموم کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھا دی اور ان کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ ان کو دائمی زندگی سے نوازا۔ اس ایک ایک ہیرے نے اپنے پیچھے رہنے والے ہیروں کو مزید صیقل کر دیا۔ ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمانِ اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دے دی ہیں اور ان کہکشاؤں نے ہمارے لئے نئے راستے متعین کر دیئے۔ ان میں سے ہر ہر ستارہ جب اس سے علیحدہ ہو کے بھی ہمارے لئے قطب ستارہ بن جاتا ہے۔ پس ہمارا کوئی بھی دشمن کبھی بھی اپنی مذموم اور قبیح کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور ہر شہادت بڑے بڑے پھل پیدا کرتی ہے، بڑے بڑے مقام حاصل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب شہیدوں کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے، اور ہم بھی ہمیشہ استقامت کے ساتھ دین کی خاطر قربانیاں دیتے چلے جانے والوں میں سے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ 26 مورخہ 25 جون تا یکم جولائی 2010ء)

محمد محمود طاہر

عشق ووفا ، ایثار و قربانی ، صبر اور عزم وہمت کی لازوال داستان

سانحہ 28 مئی 2010ء دارالذکر و ماڈل ٹاؤن لاہور

28 مئی 2010ء جمعۃ المبارک کا روز احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔یہ وہ دن تھا جب حسب معمول احمدی اپنے مولیٰ کے حکم کے مطابق اپنے کاروبار اور مصروفیات ترک کر کے اللہ کے گھر میں جمعہ کی عبادت کے لئے جمع ہوئے۔لاہور جسے پاکستان کا دل کہا جاتا ہے اورتاریخ احمدیت میں بھی اس شہر کی غیر معمولی اہمیت ہے جس شہر کو متعدد بار مسیح پاک کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ اس شہر میں جماعت احمدیہ کی دو بڑی مساجد جہاں بڑی تعداد میں احمدی جمعہ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں یعنی دارالذکر گڑھی شاہو اور مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن، 28 مئی کے جمعہ کے لئے بھی لوگ جمع تھے کہ دونوں مقامات پر آتشیں اور جدید اسلحہ سے لیس ظالموں نے نہتے نمازیوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں دونوں مقامات پر مجموعی طور پر 86 نمازیوں نے جام شہادت نوش کیااسی طرح دارالذکر کے خاکروب مکرم برکت مسیح صاحب بھی اس واقعہ میں وفات پا گئے۔ جماعتی وفد نے ان کے گھر جا کر تعزیت کی۔ڈیڑھ صد کے قریب لوگ زخمی ہوئے۔ماڈل ٹاؤن میں نہتے احمدیوں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو مسلح دہشت گردوں کو زندہ پکڑ کر پولیس کے حوالہ کیا ۔یہ بہادری کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

دارالذکر اور بیت النور لاہور میں ہونے والی دہشت گردی جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت و تعصب کی مہم کا نتیجہ تھا ۔جو گزشتہ کئی دہائیوں سے منظم طورپر جاری ہے اور ایک حد تک اسے آرڈیننس نمبر 20اور 298C کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔اس نفرت اور اشتعال انگیز مہم کے نتیجہ میں گزشتہ کئی دہائیوں میں سینکڑوں قیمتی جانیں قربان ہوچکی ہیں اور 28 مئی 2010ء کے واقعہ میں اب تک سب سے زیادہ جانی نقصان پہنچایا گیا ہے۔لاہور میں اس واقعہ سے پہلے احباب جماعت احمدیہ کو مولویوں کی طرف سے دھمکیاں دی جا رہی تھیں اور مختلف مقامات پر جماعت احمدیہ کے خلاف بینرز اور سٹیکرز لگے ہوئے تھے لیکن انتظامیہ کو آگاہ کرنے کے باوجود کوئی قابل ذکر کاروائی نہ کی گئی اور اس قدرا لمناک سانحہ پیش آگیا۔

28 مئی 2010ء کے سانحہ میں دارالذکر میں شہید ہونے والوں میں جماعت احمدیہ لاہور کے امیر بھی شامل تھے اسی طرح بیت النور ماڈل ٹاؤن میں صدر جماعت ماڈل ٹاؤن اور مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن نے بھی جام شہادت نوش کیا ۔

اس المناک واقعہ کے بعد فوری طور پر شہداء کی تدفین کے انتظامات کا کام شروع کیا گیا ۔شہداء کی تدفین کے لئے میّتوں کو ربوہ لے جانے کا فیصلہ ہوا۔ 78 شہداء کو تدفین کے لئے ربوہ لایا گیا اور آٹھ شہداء کی لاہور اور دوسرے مقامات پر تد فین ہوئی۔جماعتی فیصلہ کے مطابق شہداء کی میّتوں کو لاہور سے لانے کے بعد انصاراللہ پاکستان کے زیریں ہال میں رکھا گیااور یہیں شہداء کے دیدار اور نماز جنازہ کا انتظام تھا۔شہداء ان کے لواحقین اور مریضان کی دیکھ بھال و دیگر انتظامات لاہور میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی نگرانی میں سرانجام پاتے رہے جو واقعہ کے فوراً بعد لاہور روانہ ہوگئے تھے۔

اس اندوہناک سانحہ کے بعد رات گئے لاہور کے ہسپتالوں سے ضروری کارروائیوں کے بعدمیّتوں کی وصولی اور ان کی تدفین کے لئے ربوہ آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ ربوہ ٹول پلازہ پر مستعد خدام جو موٹر سائیکلوں پر سوار ہوتے وہ شہداء کی میّتو ں کے استقبال کے لئے موجود تھے۔جنازوں کی آمد کے بعد انہیں انصار اللہ کے زیریں ہال میں رکھا گیا جہاں برف کے بلاکس رکھ کر اسے عارضی سرد خانہ میں تبدیل کر دیا گیا تھا ۔یہاں خدام الاحمدیہ کے تحت ڈیوٹی کا منظم انتظام تھا۔ انصار اللہ پاکستان کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔انصاراللہ پاکستان کے تینوں گیسٹ ہاؤسزمیں شہداء کی فیملیز اور لواحقین کے قیام و طعام کا انتظام کیا گیا۔کھانا دارالضیافت کی طرف سے مہیا کیا گیا تھا۔

انتظامات جنازہ و تدفین

انصار اللہ پاکستان کے لان میں ٹینٹ لگا کر لواحقین کے لئے سائے اور کرسیوں کا انتظام کیاگیا تھا۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے شہداء کے جنازے انصاراللہ کے ہال میں پڑھائے اور تدفین مکمل ہونے پر آپ دعا بھی کرواتے رہے۔ شہداء کے قریبی عزیز اور جماعتی بزرگان ہال میں صف بندی کرتے جبکہ دیگر احباب انصار اللہ کے لان اور ملحقہ سڑک پر صفیں بنا کر نماز جنازہ میں شریک ہو جاتے تھے۔نماز جنازہ سے قبل شہداء کا تعارف اوران کا آخری دیدار کروایاجاتا رہا۔شہداء کے لئے تابوتوں کا انتظام پہلے سے ہی کر لیا گیا تھا۔ اسی طرح 28 مئی کی رات تک قبرستان عام میں قبروں کی کھدائی کا کام مستعد خدام نے مکمل کر دیاتھا۔

نماز جنازہ کے بعدشہداء کے تابوت ایمبولنس پر قبرستان عام لے جائے جاتے تھے جہاں چاق و چو بند خدام انتہائی باوقار اور منظم طریق سے شہداء کے لواحقین کی موجودگی میں تدفین کا کام سر انجام دیتے رہے۔قبرستان میں حفاظتی انتظامات کے لئے خدام نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مختلف حصار بنا رکھے تھے۔ اس قدر پُروقار انداز میں تدفین کے مراحل دیکھ کر اغیار حیران تھے اور کوریج کرنے والی مختلف میڈیاٹیمیں حیرت زدہ تھیں کہ نہ رونا پیٹنا نہ احتجاج نہ توڑ پھوڑ یہ کیسے لوگ ہیں!!!

28 مئی کے المناک سانحہ پر پوری جماعت ہی غم کی کیفیت میں تھی۔ راضی برضا ہونے کا ہمیں درس دیا گیا ہے اور اسی پر سب نے عمل کیا۔ بیشتر شہداء کی تدفین ربوہ میں ہوئی اور یہ سلسلہ چار روز تک جاری رہا اس موقع پر غم اور افسوس کا اظہار کسی احتجاج کی صورت میں نہ تھا بلکہ ایک اعلیٰ نمونہ اہالیان ربوہ نے پیش کیا کہ جس کو اغیار نے بھی محسوس کیا۔ان چار ایام میں ربوہ کے بازار بند رہے، گلیاں سنسان تھیں اور اپنے پیاروں کے آخری دیدار ،ان کے جنازوں اور تدفین میں شرکت

کے لئے تڑپ رہے تھے۔حفاظتی نقطہ نظرسے خلاف معمول بڑے پیمانے پر جنازوں میں حاضری کا انتظام نہیں کیا گیاتھا۔اس کے باوجود ایک بڑی تعداد جنازوں اور تدفین میں شامل ہوئی۔ربوہ کے سینکڑوں خدام ہمہ وقت ڈیوٹی پر موجود رہے۔

پاکستانی میڈیا کا کردار

سانحہ لاہور کی لمحہ بہ لمحہ کوریج کے لئے الیکٹرانک میڈیا نے نمایاں کردار ادا کیا بعض ٹی وی چینلز اس کی مسلسل کوریج اگلے کئی ایام تک بھی کرتے رہے اور مختلف ٹاک شوز میں بھی اس واقعہ کا تذکرہ ہوتا رہا۔ملکی اخبارات نے بھی اس واقعہ کو جلی سرخیوں کے ساتھ کوریج دی۔کالم نگاروں اور دانشوروں نے سانحہ لاہور پر کالم لکھے اور اخبارت نے اس بارہ میں ادارتی نوٹ لکھے۔شہداء لاہور کی قربانی کا ایک ثمرہ اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ اس واقعہ اور اس کے مضمرات کو بھی کوریج دی گئی اور پہلی بار کسی حدتک جماعتی مؤقف کو بھی پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ ہر چند کہ بعض کی طرف سے منفی پراپیگنڈہ اور تعصب کا بھی مظاہرہ کیا گیا۔

مورخہ 30مئی کو دارالذکر میں ہونے والی پریس کانفرنس میں ایک بڑی تعداد میں پریس نمائندگان تشریف لائے پریس کانفرنسوں میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد نے بریفنگ دی اور صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس پریس کانفرنس کو الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا نے کوریج دی۔

تعزیت وعیادت مریضان

اس قیامت خیز گھڑی میں شہداء کے خاندانوں کے ساتھ تعزیت اور ہمدردی کا اظہار احباب کی طرف سے اپنی نیک روایات کے مطابق ہوتا رہا۔ساری جماعت نے ایک جسم کی مانند ہونے کا ثبوت دیا۔پیارے امام ایدہ اللہ الودود نے تمام شہداء کے لواحقین سے ٹیلی فون پر بات کر کے ان کے زخموں پر ایسا مرہم رکھا کہ لواحقین اپنے سارے غم بھول گئے۔ اہالیان ربوہ نے شہداء کی تدفین کے انتظامات اور ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے وفود بھی شہداء کے گھروں میں گئے اور ہسپتالوں میں جا کر زخمیوں کی عیادت کی۔

سانحہ لاہور پر حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4جون کے خطبہ میں سانحہ 28مئی 2010ء کا تذکرہ کیا اور فرمایا۔

”گزشتہ ہفتے میں ہزاروں خطوط معمول کے ہزاروں خطوط سے بڑھ کر مجھے ملے اور تمام کا مضمون ایک محور پر مرکوز تھا، جس میں لاہور کے شہداء کی عظیم شہادت پر جذبات کا اظہار کیا گیا تھا، اپنے احساسات کا اظہار لوگوں نے کیا تھا۔غم تھا، دکھ تھا، غصہ تھا، لیکن فوراً ہی اگلے فقرہ میں وہ غصہ صبر اور دعا میں ڈھل جاتا تھا۔ سب لوگ جو تھے وہ اپنے مسائل بھول گئے۔ یہ خطوط پاکستان سے بھی آرہے ہیں، عرب ممالک سے بھی آ رہے ہیں،ہندوستان سے بھی آرہے ہیں، آسٹریلیا اور جزائر سے بھی آ رہے ہیں۔ یورپ سے بھی آ رہے ہیں، امریکہ سے بھی آ رہے ہیں، افریقہ سے بھی آ رہے ہیں، جن میں پاکستانی نژاد احمدیوں کے جذبات ہی نہیں چھلک رہے کہ ان کے ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ باہر جو پاکستانی احمدی ہیں، ان کے وہاں عزیزوں یا ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ بلکہ ہر ملک کا باشندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کی بیعت میں آنے کی توفیق دی، یوں تڑپ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا یا کر رہا ہے جس طرح اس کا کوئی انتہائی قریبی خونی رشتہ میں پرویا ہوا عزیز اس ظلم کا نشانہ بنا ہے۔ اور پھر جن کے قریبی عزیز اس مقام کو پا گئے، اس شہادت کو پا گئے، ان کے خطوط تھے جو مجھے تسلیاں دے رہے تھے اور اپنے اس عزیز، اپنے بیٹے، اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنے خاوند کی شہادت پر اپنے رب کے حضور صبر اور استقامت کی ایک عظیم داستان رقم کر رہے تھے۔

پھر جب میں نے تقریباً ہر گھر میں کیونکہ میں نے تو جہاں تک یہاں ہمیں معلومات دی گئی تھیں،اس کے مطابق ہر گھر میں فون کر کے تعزیت کرنے کی کوشش کی۔اگر کوئی رہ گیا ہو تو مجھے بتا دے۔ جیسا کہ میں نے کہا میں نے ہر گھر میں فون کیا تو بچوں، بیویوں، بھائیوں، ماؤں اور باپوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا۔ خطوط میں تو جذبات چھپ بھی سکتے ہیں، لیکن فون پر ان کی پُر عزم آوازوں میں یہ پیغام صاف سنائی دے رہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے مومنین کے اس ردّعمل کا اظہار بغیر کسی تکلف کے کر رہے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡن۔ ہم پورے ہوش و حواس اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں۔ یہ ایک ایک دو دو قربانیاں کیا چیز ہیں ہم تو اپنا سب کچھ اور اپنے خون کا ہر قطرہ مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے تیار ہیں کہ آج ہمارے لہو، آج ہماری قربانیاں ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے کا اظہار اور اعلان دنیا پر کریں گی۔ ہم وہ لوگ ہیں جو قرونِ اولیٰ کی مثالیں قائم کریں گے۔ ہم ہیں جن کے سامنے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم نمونہ پھیلا ہوا ہے۔یہ سب خطوط، یہ سب جذبات پڑھ اور سن کر اپنے جذبات کا اظہار کرنا تو میرے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس یقین پر قائم کر دیا، مزید اس میں مضبوطی پیدا کر دی کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پیارے یقیناً ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں جن کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ یہ صبر و استقامت کے وہ عظیم لوگ ہیں، جن کے جانے والے بھی ثباتِ قدم کے عظیم نمونے دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ۔ بَلۡ اَحۡيَآءٌ وَّلٰـكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ (البقرۃ:155) کے مصداق بن گئے اور دنیا کو بھی بتا گئے کہ ہمیں مردہ نہ کہو بلکہ ہم زندہ ہیں۔ ہم نے جہاں اپنی دائمی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رضا کو پا لیا ہے وہاں خدا تعالیٰ کے دین کی آبیاری کا باعث بھی بن گئے ہیں۔ہمارے خون کے ایک ایک قطرے سے ہزاروں ثمر آور درخت نشوونما پانے والے ہیں۔ ہمیں فرشتوں نے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔ ہمیں تو اپنی جان دیتے ہوئے بھی پتہ نہیں لگا کہ ہمیں کہاں کہاں اور کتنی گولیاں لگی ہیں؟ ہمیں گرینیڈ سے دیئے گئے زخموں کا بھی پتہ نہیں لگا۔ یہ صبر و رضا کے پیکر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بے چین ،دین کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے، گھنٹوں اپنے زخموں اور ان میں سے بہتے ہوئے خون کو دیکھتے رہے لیکن زبان پر حرفِ شکایت لانے کی بجائے دعاؤں اور درود سے اپنی اس حالت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتے رہے۔“

پھر فرمایا:”مبارک ہیں لاہور کے احمدی جنہوں نے یہ استقامت دکھائی، جانے والوں نے بھی اور پیچھے رہنے والوں نے بھی۔ پس یقیناً اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے اپنے وعدے پورے کرے گا۔ اور دلوں کی تسکین کے لئے جو وعدے ہیں، جو ہمیں نظر آرہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کا ہی نشان ہے۔“

فرمایا:”آج ہمارے شہداء کی خاک سے بھی یقینا یہ خوشبو آرہی ہے جو ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی ہے۔ ان کی استقامت ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے، اسے کبھی نہ چھوڑنا۔ یقینا اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ابتلاء کا لمبا ہونا تمہارے پائے استقلال کو ہلا نہ دے۔ کہیں کوئی نا شکری کا کلمہ تمہارے منہ سے نہ نکل جائے۔ ان شہداء کے بارے میں تو بعض خوابیں بھی بعض لوگوں نے بڑی اچھی دیکھی ہیں۔ خوش خوش جنت میں پھر رہے ہیں۔بلکہ ان پر تمغے سجائے جا رہے ہیں۔ دنیاوی تمغے تو لمبی خدمات کے بعد ملتے ہیں یہاں تو نوجوانوں کو بھی نوجوانی میں ہی خدمات پر تمغے مل رہے ہیں۔

پس ہمارا رونا اور ہمارا غم خدا تعالیٰ کے حضور ہے اور اس میں ہمیں کبھی کمی نہیں ہونے دینی چاہئے۔ آپ لاہور کے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ”لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں“(الہام 13دسمبر1900ء) اور”لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں“(الہام 13دسمبر1900ء) پس یہ آپ لوگوں کا اعزاز ہے جسے آپ لوگوں نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو صبر اور دعا سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور پھر اس تعلق میں بہت سی خوشخبریاں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں آپ جن کے شہر کے نام کے ساتھ خوشخبریاں وہاں کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک مسیح علیہ السلام کے ذریعہ دی ہیں۔

دشمن نے تو میرے نزدیک صرف جانی نقصان پہنچانے کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی مقصد تھے۔ ایک تو خوف پیدا کر کے اپنی نظر میں ،اپنے خیال میں کمزور احمدیوں کو احمدیت سے دور کرنا تھا، نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنی تھی۔ لیکن نہیں جانتے کہ یہ ان ماؤں کے بیٹے ہیں جن کے خون میں، جن کے دودھ میں جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کا عہد گردش کر رہا ہے۔ جن کے اپنے اندر عہدِ وفا نبھانے کا جوش ہے۔ دوسرے دشمن کا یہ خیال تھا کہ اس طرح اتنی بڑی قربانی کے نتیجے میں احمدی برداشت نہیں کر سکیں گے اور سڑکوں پر آ جائیں گے۔ توڑ پھوڑ ہو گی، جلوس نکلیں گے اور پھر حکومت اور انتظامیہ اپنی من مانی کرتے ہوئے جو چاہے احمدیوں سے سلوک کرے گی۔ اور اس ردّ عمل کو باہر کی دنیا میں اچھال کر پھر احمدیوں کو بدنام کیا جائے گا۔ اور پھر دنیا کو دکھانے کے لیے ، بیرونی دنیا کو باور کرانے کے لئے یہ لوگ اپنی تمام تر مدد کے وعدے کریں گے۔ لیکن نہیں جانتے کہ احمدی خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے والے اور اس کی پناہ میں آنے والے لوگ ہیں۔ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں۔ اور یہ کبھی ایسا ردّ عمل نہیں دکھا سکتے۔ جب یہ ردّ عمل جو مخالفین کی توقع تھی ان لوگوں نے نہیں دیکھا اور پھر بیرونی دنیا نے بھی اس ظالمانہ حرکت پر شور مچایا اور میڈیا نے بھی ان کو ننگا کر دیا تو رات گئے حکومتی اداروں کو بھی خیال آ گیا کہ ان کی ہمدردی کی جائے۔ اور اپنی شرمندگی مٹائی جائے۔ اور پھر آ کے بیان بازی شروع ہو گئی۔ ہمدردیوں کے بیان آنے لگ گئے۔ حیرت ہے کہ ابھی تک دنیا کو، ان لوگوں کو خاص طور پر یہ نہیں پتہ چلا کہ احمدی کیا چیز ہیں؟ گزشتہ ایک سو بیس سالہ احمدیت کی زندگی

کے ہر ہر سیکنڈ کے عمل نے بھی ان کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ یہ ایک امام کی آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ یہ اس مسیح موعود کے ماننے والے لوگ ہیں جو اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے آیا تھا۔ جنہوں نے جانور طبع لوگوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنایا تھا۔ پس اب جبکہ ہم درندگی کی حالتوں سے نکل کر باخدا انسان بننے کی طرف قدم بڑھانے والے ہیں، ہم کس طرح یہ توڑ پھوڑ کر سکتے ہیں۔ جلوس اور قتل و غارت کا ردّ عمل کس طرح ہم دکھا سکتے تھے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہا اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ ہم نے تو اپنا غم اور اپنا دکھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے اور اس کی رضا پر راضی اور اس کے فیصلے کے انتظار میں ہیں۔

یہ درندگی اور سفاکی تمہیں مبارک ہو جو خدا کے نام پر خدا کی مخلوق بلکہ خدا کے پیاروں کے خون کی ہولی کھیلنے والے ہو۔ عوام کو مذہب کے نام پر دوبارہ چودہ پندرہ سو سال پہلے والی بدّوانہ زندگی میں لے جانے والے اور اس میں رہنے والے ہو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ اب کسی مسیح موعود کی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس سے بھی انکاری ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے لئے قرآن اور شریعت کافی ہے۔ کیا تمہارے یہ عمل اس شریعت اور قرآن پر ہیں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے؟ یقیناً نہیں۔ تم میرے آقا، ہاں وہ آقا جو محسنِ انسانیت تھا اور قیامت تک اس جیسا محسنِ انسانیت پیدا نہیں ہو سکتا، اس محسن انسانیت کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے ہو۔ ناموسِ رسالت کے نام پر میرے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والے ہو۔ یقیناً قیامت کے دن لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا کلمہ تم میں سے ایک ایک کو پکڑ کر تمہیں تمہارے بدانجام تک پہنچائے گا۔ ہمارا کام صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر احمدی اس پر کاربند رہے گا۔

یہ صبر کے نمونے جب دنیا نے دیکھے تو غیر بھی حیران ہو گئے۔ ظلم اور سفّاکی کے ان نمونوں کو دیکھ کر غیروں نے نہ صرف ہمدردی کا اظہار کیا بلکہ احمدیت کی طرف مائل بھی ہوئے بلکہ بیعت میں آنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ پس یہ ظلم جو تم نے ہمارے سے روا رکھااس کا بدلہ اس دنیا میں ہمیں انعام کی صورت میں ملنا شروع ہو گیا۔''

فرمایا:''پس یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں۔ قربانیوں کی عظیم مثال ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ شہید ہو گیا ہے۔ پوری جماعت کے لئے یہ مائیں درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤں! اس جذبے کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے، جب تک یہ پُر عزم سوچیں رہیں گی، کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔'' (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 255-263)

لاہور میں اگلے جمعہ احمدیہ مساجد کے مناظر

دارالذکر لاہور کا وہ ہال جو 28مئی 2010ء کو انسانوں کی قربان گاہ کا ایک منظر پیش کر رہا تھا یہاں درجنوں عباد الرحمٰن نے اپنے خون سے اس کے درو دیوار اور فرش کو نہلا دیا تھا۔وہ ہال اگلے جمعہ میں ذکر الٰہی سے ویسا ہی سجا ہوا تھا جیسا کہ 28 مئی کو سانحہ سے قبل۔ اگلے جمعہ یہ ہال ویسے ہی فرزندان توحید سے پُر تھا جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ 4جون کو سینکڑوں عباد اللہ اپنے مالک حقیقی کے سامنے سر بسجود تھے اور تصور بھی نہ تھا کہ ایک ہفتہ قبل یہاں معصوم نمازیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی تھی۔ دارالذکر کے درو دیوار اور سجدہ گاہ سے 28 مئی کے پیارے شہداء کے خون کی خوبصورت خوشبو آ رہی تھی جو شہداء کے جنت میں بسیرے کی نوید دے رہی تھی۔

ڈیوٹی پر موجود خدام احمدیت ان مقامات پر پہلے سے بھی زیادہ مستعد کھڑے تھے جہاں ایک ہفتہ قبل ان کے پیارے راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔ان کے پائے ثبات میں جرأت و بہادری اور استقامت کا عنصر غالب نظر آ رہا تھا۔ 4جون 2010ء کا جمعۃ المبارک لاہور میں پہلے سے بڑھ کر ذوق عبادت کے ساتھ ادا کیا گیا۔ چار مقامات پر مرکزی نمائندگان نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی ان میں دارالذکر میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، بیت النور ماڈل ٹاؤن میں محترم سید محمود احمد صاحب ناظر اصلاح ارشاد مرکزیہ ،بیت التوحید میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح ارشاد مقامی اور مسجد دہلی گیٹ میں محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے جمعہ پڑھایا۔

آنسوؤں سے ترسجدہ گاہیں

خاکسار(جو اس وقت ماہنامہ انصاراللہ کا ایڈیٹر بھی تھا)نے 4جون کا جمعہ جماعت احمدیہ لاہور کی مرکزی مسجد دارالذکر گڑھی شاہو میں ادا کیا تھا۔ہاں اسی ہال میں جہاں سات روز قبل جمعہ ہی کے دن باوضو اور مطہر عباد اللہ کو نماز جمعہ کے موقع پر ظلم و جور کا نشانہ بنایا گیا تھا اور ان کے خون سے دارالذکر کو تر کر دیا گیا۔ اگلے ہی جمعہ جب لوگ اللہ کی عبادت کے لئے اس مبارک دن دارالذکر میں جمع ہوئے تو اللہ کے حضور اپنی آہ و بکا سے اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیا۔یوں لگتا تھا کہ آج غلامان مسیح موعودؑ اللہ کے حضور آہ و زاری عرش الٰہی کو ہلا دے گی۔فرزندان توحید نے اس زور سے متیٰ نصر اللہ کی آواز بلند کی کہ عرش سے الاان نصر اللہ قریب کی صدا سنائی دے رہی تھی۔یہ اللہ ہی کی مدد ،اس کی تائید و نصرت اور اس کی طرف سے عطا کردہ سکینت تھی کہ جس مقام پر اس کے عبادت گزار بندوں پر گولیاں برسا کر انہیں اپنے مقصد تخلیق سے دور کرنے کی ناکام کوشش دشمن نے کی تھی،وہ مقام آج پھر اللہ کے عبادت گزار بندوں سے بھرا ہوا تھا اور ان کی عبادت میں پہلے سے بڑھ کر ذوق اور خشوع و خضوع پایا جا رہا تھا۔ یہ تھا جماعت احمدیہ کا رد عمل 28مئی کے واقعہ پر جس کو دیکھ کر دشمن خائب و خاسر ہو گیا اور ہمارے اغیارکو احمدیت کا حقیقی چہرہ نظر آ گیا۔ یہ دراصل ان شہداء کی قربانیوں کا ثمرہ ہی ہے جسے ایک بے مثل عالمی دینی کردار کی صورت میں دنیا نے دیکھا ہے۔

آفرین ہے شہداء کے لواحقین پر کہ اگلے جمعۃالمبارک 4جون پر جہاں28مئی کو ان کے پیاروں اور عزیزوں نے اپنے مولیٰ کے حضور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا اس مقام پر آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے ۔ محترم امیر صاحب ضلع لاہور محترم منیر احمد شیخ صاحب نے دارالذکر میں اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو پیش کی۔آپ کے بچے جو عموماً ماڈل ٹاؤن بیت النور میں جمعہ پڑھتے ہیں اور 28مئی کو بھی بیت النور ماڈل ٹاؤن میں تھے خاکسار نے ان کے تینوں بیٹوں کو اگلے جمعہ یعنی 4جون کو دارالذکر کے محراب میں نماز جمعہ ادا کرتے ہوئے دیکھا جہاں ان کے پیارے والد محترم نے جام شہادت نوش کیا تھا۔شہداء کے لواحقین نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے مولیٰ سے باندھے ہوئے عہد کو وقت آنے پر پورا کر دکھائیں گے اور اس وقت وہ ینتظر کی صف میں پُر عزم کھڑے ہیں اور انہیں کسی بزدلانہ کوشش سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔

خوبصورت ردعمل اور حسین کردار

اتنا بڑا سانحہ گزرا کہ سینکڑوں خاندان اس سے براہ راست متاثر ہوئے اور جماعت احمدیہ من حیث الجماعت اس المناک سانحہ سے دوچار ہوئی۔لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ اس سانحہ کے نتیجہ میں جہاں عورتوں کے سُہاگ لُٹ گئے، جہاں ماؤں نے اپنے جگر گوشوں کو کھو دیا، جہاں معصوم بچے اپنے باپوں کے سایہ سے محروم ہو گئے، جہاں بہنوں نے اپنے جوان بھائی گنوا دیئے ۔کونسا رشتہ تھاجو چشم زدن میں متاثر نہ ہوا ہو لیکن اس قدر عظیم سانحہ پر سب کی زبانوں پر یہی فقرہ تھا کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

دشمن نے شاید خیال کیا ہو گا کہ اس عظیم صدمہ کے بعد احمدی گلی کوچوں میں سراپا احتجاج بن جائیں گے، ٹائر جلائیں گے،اغیار کی املاک کو نقصان پہنچائیں گے،دھرنے دیں گے،ٹریفک بلاک کریں گے،حکومت کے خلاف نعرے لگائیں گے لیکن دشمن کو کیا معلوم کہ انہوں نے کس قوم کو للکارا ہے۔ یہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت ہے جو کہ دین حق کے حقیقی چہرہ کو دکھانے کے لئے پیدا کی گئی ہے تو دنیا نے دیکھاکہ اس قدر عظیم سانحہ پر اس قدر عظیم الشان صبرو حوصلے اور ضبط جذبات کا مظاہرہ کیا گیا۔اپنا ہم و غم اپنے مولیٰ کے حضور بیان کیا اور اپنے پیارے شہیدوں کو انتہائی صبر و حوصلے اور سکینت کے ساتھ لحدوں میں اتارا ۔تدفین کے مناظر کی عکس بندی کرنے والے چینلز کی ٹیمیں اس پُر وقار نظارہ کو دیکھ کر حیران تھیں کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔دراصل یہ وہ سکینت تھی جو اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل فرما رہے تھے اور شہداء کے لواحقین کے خوف کو امن اور سکون میں بدل رہے تھے۔

حالت خوف کا امن میں بدلنا

جماعتی انتظام کے تحت خاکسار کو دو بار متعدد شہداء کی فیملیز سے لاہور میں ان کے گھروں میں جا کر ملاقات اور ان کے بلند حوصلے، تسکین قلب اور عدیم المثال صبر کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔سب سے بڑھ کر لواحقین کی طرف سے اس بات پر اظہار مسرت تھا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر شہید کے گھر فون کر کے ان کے احوال معلوم کر کے ان کے حوصلے کوبلند کیا ۔یقیناً حضور انور ایدہ الودود کے ٹیلی فونز نے شہداء کے لواحقین کے زخموں پر مرہم کا کام کیا ۔ایسے لگتا تھا کہ وہ خلیفۃ المسیح کی آواز کو اپنے گھر میں سن کر اپنے سارے غم بھول گئے ہیں۔یہ وہ کیفیت ہے جو دراصل برکات خلافت کے نتیجہ میں ہی ملا کرتی ہے۔ہاں وہ خلافت جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہے۔اس کا ایک مظاہرہ ہم نے اس عظیم سانحہ کے نتیجہ میں طبعی طور پر پیدا ہونے والے خوف کو امن کی حالت میں اپنی آنکھوں کے سامنے بدلتے ہوئے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اس نعمت خلافت سے سرفراز رکھے اور اس کی برکات سے مستفیض فرماتا رہے ۔آمین۔

شہداء کے خاندانوں سے ملنے کے بعد ہمیں مِنۡہُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ کی تفسیر معلوم ہوئی کہ راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے تو اپنے عہدوں کو پورا کر گئے اور ان کے لواحقین ان کی راہ پر چلنے کی تمنا اپنے دل میں رکھتے ہیں اور تقدیر الٰہی کے منتظر ہیں ۔عشق و وفا اور جاں نثاری کی داستان احباب جماعت اپنے پیارے امام کے خطبات میں سن چکے ہیں جو دلوں کو گرما دینے والی ہے۔

جرأت و بہادری کا شاندار نمونہ

صبر و رضا کے پیکروں نے اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کر دیا ایثار و قربانی کے عظیم نمونے دکھائے کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ

کر دی۔ دوسروں کو بچاتے ہوئے اپنی جانیں دے دیں۔ جرأت اور بہادری کے ایسے عظیم نمونے بھی ہم نے دیکھے کہ بیت النور ماڈل ٹاؤن میں نہتے نوجوانان احمدیت نے وہ کارنامہ دکھایا کہ جو حالت جنگ میں مسلح تربیت یافتہ لوگ بھی نہیں دکھا سکتے اور دو حملہ آور دہشت گردوں کو جو آتشین اسلحہ سے لیس اور خود کش جیکٹ پہنے ہوئے تھے ان کو زندہ پکڑ کر بہت بڑی تباہی سے بچا لیا۔ ایک دہشت گرد کو قابو کرنے والاایک بظاہر کمزور سا نہتاجوان تھا لیکن اس نے وہ کام کر دکھایا جو طاقتور پہلوان بھی نہ کر سکے۔ اس نے جب ایک ہاتھ سے دشمن کی گردن دبوچی تو دوسرا ہاتھ دشمن کی گن پر رکھ دیا جس کے بعد دوسرے ساتھیوں نے دشمن پر قابو پا لیا۔اس کی بندوق سینکڑوں گولیاں برسانے کے بعد آگ کی طرح گرم تھی۔ اس کے نتیجہ میں اس بہادر نوجوان کا ہاتھ جل کر شدید مجروح ہوا لیکن اس کے ہاتھ پر نگینوں کی طرح اُبھرے ہوئے چھالے بہتوں کی جان بچا گئے۔

مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں سیکیورٹی گارڈ محمد انور نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جان دے کہ اپنا وعدہ سچ کر دکھایاکی میری لاش سے گزر کر ہی کوئی بیت النور میں داخل ہو گا۔اس شہید کے جواں سال بیٹے عطاء نے بھی جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور مسجد بیت النور کے مین ہال میں شدید زخمی ہوا اوراسی حالت میں دشمن کو قابو کرنے میں اپنے ساتھیوں کی مدد کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کو شفائے کامل عطا فرمائے۔

بیٹا آگے نکل گیا میں پیچھے رہ گیا

سانحہ لاہور میں شہید ہونے والے سب سے کم عمر نوجوان عزیزم ولید احمد آف ناصر آباد شرقی ربوہ تھے۔منفرد اعزاز کے حامل ہیں کہ دادا بھی شہید اور نانا بھی شہید۔ اپنے دادا اور نانا کی قربانیوں کی یاد کو زندہ کر گیا۔اس کی تو بچپن سے ہی خواہش تھی کہ وہ بڑا ہو کر شہید بنے گا ۔دارالذکر میں زخمی حالت میں والدین کو فون کیا لیکن اپنے زخمی ہونے کا نہ بتایا کہ والدین کو دکھ نہ ہو اور پھر جام شہادت نوش کیا۔آفرین ہے ولید کے والد محمد منور صاحب پر کہ جن کا اکلوتا بیٹا شہید ہو گیا اور وہ یہ کہہ رہے تھے ’’میرے والد بھی شہید اور میرا بیٹا بھی شہید ہو گیا۔ میرا بیٹا آگے نکل گیا میں پیچھے رہ گیا۔‘‘ سبحان اللہ راہ مولیٰ میں قربان ہونے کے لئے من ینتظر کے اس گروہ کی شان تو دیکھئے!!!

دشمن مجھے گرا کر ہی آگے جائے گا

شہید مکرم منور احمد قیصر صاحب دارالذکر لاہور میں سالہا سال سے گیٹ پر سیکیورٹی ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔بہادری کے ساتھ ڈیوٹی دیتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ کوئی مجھے گرائے گا تو آگے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات پوری کی اور جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ دارالذکر کے ابتدائی شہداء میں شامل ہوئے۔ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے پاس لے گیاجوزیادہ جماعتی خدمت کرنے والے تھے۔

شہادت کا ایک منفرد پہلو

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پوتے محترم میاں منیر عمر صاحب آف ماڈل ٹاؤن نے بھی جام شہادت نوش کر کے خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے خون کو بھی گلشن احمدیت کی آبیاری کے لئے پیش کر دیا۔آپ کی اہلیہ محترمہ جو حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ پسر حضرت صوفی احمدجان صاحب لدھیانویؓ کی نواسی ہیں انہوں نے بتایا کہ مجھے خوشی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے خاندان کا خون احمدیت کی آبیاری میں شامل ہو گیا اور جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا آپس میں گہرا تعلق تھا ۔آقا وغلام بھی تھے اور گہرے دوست بھی اور حضرت مسیح موعودؑ کا خون مرزا غلام قادر شہید کے ذریعہ احمدیت کے کام آیا اب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا خون بھی شامل ہو گیا۔ان کا کہنا تھا کہ اللہ کرے کہ یہ خون آپ کے تمام عزیزوں کے لئے بھی باعث برکت اور نیک ثمرات کا حامل ہو۔

واقف زندگی بھائی کی شہادت

ہمارے پیارے واقف زندگی بھائی محترم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ نے ماڈل ٹاؤن میں منبر پر موجودگی کے دوران احباب جماعت کو دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر کے واقفین زندگی کے لئے بھی مثال قائم کر دی ہے۔بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک اور علمی مزاج کے حامل تھے۔ آپ کو متعدد بار دشمن کی دھمکیاں ملتی رہی لیکن مردانہ وار میدان جنگ میں سینہ تان کر جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

معصوم زخمی بچی کانمونہ

اس سانحہ کے دوران ڈیڑھ صد کے قریب لوگ زخمی ہوئے ان کے حوصلے بلند ہیں اور وہ کسی سے خوف کھانے والے نہیں۔اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ان کو بھی سکینت سے نوازا ہے۔اس کی ایک ’’معصوم مثال‘‘ بہت ہی پیاری سب سے کم عمر بچی چار سالہ عزیزہ نور فاطمہ ہے جو کہ اپنے ابا محمد اعجازصاحب آف مغلپورہ کے ہمراہ دارالذکر جمعہ پڑھنے آئی۔ اس کے دو بھائی جو اطفال کی عمر میں ہیں وہ بھی ہمراہ تھے ان سب کو گرنیڈ کے پھٹنے سے زخم آئے لیکن سب سے گہرا زخم نور فاطمہ کو اس کے رخسار پر آیا۔ ڈیڑھ انچ کے قریب زخم آیا لیکن آفرین ہے اس معصوم بچی پر کہ تقریباً تین گھنٹے مربی ہاؤس میں محبوس رہی۔ رونا تو درکنار ایک بار اُف تک نہیں کی اور جب دوسرے لوگ بولتے تو یہ انگلی کے اشارے سے منع کرتی کہ باہر گندے لوگ ہیں خاموش رہیں اس پر یہ تسکین یقیناً اللہ کے فرشتے اُتار رہے تھے۔

لازوال قربانی کی حسین مثال

شہداء کی قربانی اور ان کے لواحقین کے صبر و رضاکی داستان بہت طویل ہے ان کو صفحات میں سمویا نہیں جا سکتا۔ان شہادتوں کی ایک شان یہ بھی ہے کہ دارالذکر اور مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن دونوں مقامات پر جماعت لاہور کی مرکزی قیادت کو جام شہادت نوش کرنے کی توفیق ملی ہے۔ دارالذکرمیں محترم منیر اے شیخ صاحب امیر جماعت لاہور اوربیت النور میں میجر جنرل ناصر احمد صاحب صدر جماعت ماڈل ٹاؤن شہید ہوئے اس طرح آپ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ اس شعر کی بھی عملی تصویر بن گئے کہ

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندرمیاں خاک و خوں بینی سرے

میں وہ نہیں ہوں کی جس کی بروز جنگ پشت نظر آئے بلکہ میں وہ ہوں جسے تومیدان جنگ میں خاک و خون سے لتھڑا ہواپائے گا۔پس ان مردان خدا نے ثابت کر دیا کہ وہ مسیح موعودؑ کے حقیقی غلام ہیں جنہوں نے میدان جنگ میں پشت نہیں دکھائی بلکہ ان کے جسم خاک و خون سے بھرے ہوئے تھے اور انہوں نے عین میدان کارزار میں سینہ تان کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت سید عبداللطیف شہید کابل کی عظیم شہادت پر فرمایاتھا۔

’’اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تونے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں میری موت کے بعد رہیں گے۔میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔‘‘ (تذکرۃالشھادتین روحانی خزائن جلد20 صفحہ 60)

آج حضرت مسیح موعودؑ کے غلام آپ کی وفات کے سو سال سے زائد عرصہ بعد بھی وہی نمونہ دکھلا رہے ہیں جس کی مثال شہزادہ عبداللطیف صاحب نے قائم کی تھی۔آج ہزاروں لاکھوں مظفر راہ مولیٰ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سانحہ لاہور اور ہماری ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات میں تمام شہداء لاہور کا فرداً فرداً تذکرہ فرمایا اور ان کی سیرت کا خلاصہ بیان کرنے کے بعد ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف اپنے خطبہ جمعہ 9 جولائی2010ء میں ان الفاظ میں توجہ دلائی۔

’’یہ شہداء تو اپنا مقام پاگئے، مگر ہمیں بھی ان قربانیوں کے ذریعے سے یہ توجہ دلا گئے ہیں کہ اے میرے پیارو! میرے عزیزو! میرے بھائیو!میرے بیٹو! میرے بچو !میرے مائوں!میری بہنو! اور میری بیٹیو! ہم نے تو صحابہ کے نمونے پر چلتے ہوئے اپنے عہدِ بیعت کو نبھایا ہے مگر تم سے جاتے وقت یہ آخری خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکیوں اور وفا کی مثالوں کو ہمیشہ قائم رکھنا۔بعض مردوں نے اور عورتوں نے مجھے خط بھی لکھے ہیں کہ آپ آج کل شہداء کا ذکرِ خیر کر رہے ہیں ، ان کے واقعات سن کر رشک بھی آتا ہے کہ کیسی کیسی نیکیاں کرنے والے اور وفا کے دیپ جلانے والے وہ لوگ تھے اور پھر شرم بھی آتی ہے کہ ہم ان معیاروں پر نہیں پہنچ رہے۔ ان کے واقعات سن کر افسوس اور غم کی حالت پہلے سے بڑھ جاتی ہے کہ کیسے کیسے ہیرے ہم سے جدا ہو گئے۔یہ احساس اور سوچ جو ہے بڑی اچھی بات ہے لیکن آگے بڑھنے والی قومیں صرف احساس پیدا کرنے کو کافی نہیں سمجھتیں بلکہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کیلئے پیچھے رہنے والا ہر فرد جانے والوں کی خواہشات اور قربانیوں کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ہمارا کام ہے اور فرض ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا حق ادا کریں۔ ان کے بیوی بچوں کے حق بھی ادا کر کے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ ان کے چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے جہاں نظامِ جماعت اپنے فرض ادا کرے وہاں ہر فردِ جماعت ان کے لئے دعا بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ ان کی پریشانیوں، دکھوں اور تکلیفوں کو دور فرمائے اور خود ہی ان کا مداوا کرے۔انسان کی کوشش جتنی بھی ہو اس میں کمی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو صحیح تسکین کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور ان کے بہتر حالات کے سامان پیدا فرمائے۔پس ان شہداء کے ورثاء کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور احبابِ جماعت اپنے لئے بھی دعائیں کرے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ دعاؤں کی آج کل بہت زیادہ ضرورت ہے۔ پاکستان کے حالات جو ہیں وہ بدتر ہی ہورہے ہیں۔کوئی فرق نہیں پڑا اس سے، مخالفت بڑھتی چلی جارہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہر شر سے بچائے اور اُن شریروں کے شر اُن پر الٹائے اور ہمیں ہر احمدی کو ثباتِ قدم عطافرمائے۔‘‘ آمین

(خطباتِ مسرور جلد 8 صفحہ 364-365)

گلشنِ احمد کو مہکاتی ہے خوشبوئے شہید
اٹھ رہی ہے رشک سے ہر اک نظر سوئے شہید
کاش مل جائے سبھی کو خوبی خوئے شہید
چاند سے بڑھ کر ہے روشن اک اک روئے شہید

(صاحبزادی امۃالقدوس بیگم)

پروفیسر مجید احمد بشیر

سانحہ 28 مئی 2010ء۔ تاثرات

28 مئی 2010ء کو لاہور پاکستان میں جماعت احمدیہ کی دو بڑی مساجد پر دہشت گردوں نے حملہ کیا اور آن کی آن میں 86 معصوم اور نہتے احمدیوں کو جو مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کر رہے تھے پر حملہ کر کے شہید کر دیا گیا اور ایک سو سے زائد بری طرح زخمی ہوئے۔احمدیوں پر جبکہ وہ نماز کی ادائیگی کر رہے تھے اور درود شریف سے اپنی زبانوں کو تر کئے ہوئے تھے گرنیڈ برسا کر خون کی ہولی کھیلی گئی۔اس مرتبہ یہ مخالفین شر پسند عناصر کا جماعت پر سب سے بڑا حملہ تھا لیکن اللہ کے فضل سے جماعت نے پہلے بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا ہے اور نہ آئندہ چھوڑے گی۔

یہ شہادت تیرے دیکھتے دیکھتے پھل پھول لائے گی پھول پھل جائے گی

ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری اور خامی تو ہوتی ہے۔ لیکن یہ جستجو رہی کہ آخر وہ کون سی خوبیاں تھیں، وہ کون سی ادائیں تھیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں اور وہ کون سی راہیں تھیں جن پر چل کر وہ اللہ تعالیٰ سے شہادت کا انعام پا گئے اور منعم الیہ گروہ میں شامل ہوئے۔ یہ جاننے کے لئے شہادت سے قبل شہداء کی زندگی کے حالات کے بارہ میں بار بار سنا اور پڑھا۔ ان شہداء میں ایک قدر جو مشترک پائی وہ یہ تھی کہ بلامبالغہ ان میں سے ہر ایک پنجوقتہ نماز باجماعت کا عادی تھا۔نمازوں میں رونا، اللہ کے حضور گڑگڑانا حتی الوسع نماز تہجد کی ادائیگی۔جمعہ کی نماز میں باقاعدگی کا تو وہ اللہ کے حضور اللہ تعالیٰ کا سرٹیفکیٹ لے کر حاضر ہوئے کیونکہ ان کی شہادت جمعہ کے روز جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے دوران ہوئی۔تلاوت کلام پاک اور درود و استغفار میں مصروف رہنا اور اپنی اولاد اور اہل و عیال کو بھی اس کی پابندی کی تلقین کرنا۔ دوسری مشترکہ خوبی ان میں عاجزی تھی اور تیسرے نظام جماعت کی اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔خلافت سے فدائیت کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں اور اہل خانہ کو بھی حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی تقین کرتے۔ جماعتی خدمات میں پیش پیش،ان میں سے تقریباً ہر کوئی کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی صحیح تصویر پیش کرنے والا تھا۔دیگرعبادات روزے و نوافل وغیرہ کا خاص خیال رکھتے۔ ان میں سے کئی ایسے تھے جو کئی دفعہ اعتکاف بیٹھ چکے تھے۔ مثلاً عمیر احمد ملک صاحب کی والدہ نے باتوں باتوں میں بتایا کہ وہ بچپن میں ہی تین دفعہ اعتکاف کر چکے تھے۔میاں محمد سعید درد صاحب کے گھر گئے تو ان کی بیٹی نے بتایا جب وہ جدہ میں تھے تو پانچ چھ مرتبہ حج اور متعدد بار عمرہ کیا تھا۔ ان تمام شہداء میں کئی اور قدریں جو مشترک تھیں ان میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر صابر و شاکر رہنا، سچ بولنا، والدین کی خدمت، اہل و عیال سے پیار اور خدمت انسانیت نمایاں تھیں۔کامران ارشد صاحب شہید کی والدہ نے بتایا کہ قرآن پاک کی تلاوت کے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کی اہلیہ نے بتایا کہ نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔ عید کا روز ہو یا گھر میں مہمان ہوں اذان کی آواز سنتے ہی نماز باجماعت کے لئے مسجد روانہ ہو جاتے۔

مکرم طاہر ملک امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے امارت کے فرائض سنبھالتے ہی 28 مئی کے شہداء کی دیکھ بھال کے لئے شہداء سیل قائم فرمایا۔ جس نے مکرم امیر صاحب کی رہنمائی میں مورخہ 30 مئی2010ء سے اپنے کام کا آغاز کیا۔خاکسار کو تا حال شہداء سیل لاہور میں محترم امیر صاحب لاہور کی معاونت کی سعادت نصیب ہو رہی ہے محترم مرزا غلام احمد صاحب مرحوم بھی اس وقت وہیں تھے۔ سب سے پہلا کام یہ کیا گیا کہ ہر شہید کے گھر پہنچ کر ان کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سلام ان تک پہنچانا اور ان کی خیریت دریافت کرنا افراد خانہ کو تسلی دینا اور ہر فیملی کے عمومی مسائل کو سن کر ان کا حتی الوسع تدارک کرنا تھا۔ خاکسار کو اس سلسلہ میں محترم میاں صاحب کے ساتھ گھر گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس میں ان شہداء کے گھر بھی شامل ہیں جن کا تعلق لاہور سے باہر تھا مثلاً محترم مبارک اعوان شہید کا تعلق قصور سے تھا۔حضرت میاں صاحب ہر ایک شہید کے گھر پہنچے۔ہر گھر کو صبر و تحمل و برداشت کی تصویر بنا، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اپنے عزیزوں کی شہادت پر نازاں اور فخر کرتے پایا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ بجائے ہم ان کو تسلی دیتے الٹا وہ ہمیں تسلی دیتے۔مکرم ولید احمد شہید اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور واقف زندگی تھے۔لاہور کے سانحہ میں میرے خیال میں یہ سب سے کم عمر نوجوان تھا۔ ان کے والد صاحب کا کہنا تھا کہ یہ شہادت ان کے لئے ایک سعادت ہے۔ان کے والد بھی شہید ہوئے، ان کے سسر بھی شہید ہوئے۔اور اب ان کا اکلوتا بیٹا بھی شہید ہوا ہے۔اور اس پر انہیں فخر ہے۔حضور انور کے فون سے شہداء کی فیملیز کو بہت حوصلہ اور ہمت ملی تھی۔ صدقے جاؤں پیارے آقا کے، اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حوصلہ عطا فرمایا۔ اپنا غم چھپائے،ہر گھر میں ٹیلیفو ن کے ذریعہ رابطہ کر کے، ایک ایک فرد خانہ سے حضور انور نے خودحال دریافت فرمایا اور تسلی دی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کےاس فون کا ذکر ہر گھر میں بہت فخر سے کیا جاتا۔

مکرم خلیل سولنگی کی اہلیہ نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں فون پر فرمایا کہ شہید تو میرے ذاتی دوستوں میں سے تھے اور ان کی شہادت نہ صرف جماعت بلکہ حضور کے لئے بھی ایک نقصان تھی۔ اس ضمن میں یہاں عرض کر دوں کہ سولنگی صاحب مورخہ 8 مئی 2010ء کو خاکسار سے ملنے آئے اور چائے کی پیالی کی پُرزور فرمائش کی۔ تقریبا دو گھنٹے بیٹھے رہے۔ اصل میں تو وہ امریکہ شفٹ ہو گئے تھے۔ بتایا کہ حضور سے ملاقات کے لئے لندن آیا تھا۔ پاکستان کی بہت یاد آئی ۔سوچا پاکستان دوستوں سے مل آؤں۔ جمعہ کی رات امریکہ واپسی تھی۔ کیا معلوم تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کے لئے منتخب کر لیا تھا اور اسی لئے پاکستان کا سفر اختیار کیا۔ہمیں بھی کیا علم تھا کہ ہم ایک شہید کی میزبانی کر رہے ہیں۔ بہرحال ان کی شہادت کا ذکر خاکسار نے اپنے 28 مئی 2010ءایک خط میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے کیا تھا۔ اس سال جلسہ سالانہ پر لندن جلسہ سالانہ یو کے میں شرکت کی توفیق ملی۔ تو دوران ملاقات حضور انور نے استفسار فرمایا کہ تم سولنگی صاحب کو کیسے جانتے ہو۔ اور پھر فرمایا کہ میں تو خدام الاحمدیہ سے ہی ان کو جانتا ہوں۔ مجھے تو مشورہ بھی دے دیا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ کسی قسم کی قربانی میں کبھی بھی پیچھے نہ رہے تھے۔ اور آج جب جانی قربانی کا وقت آیا تو بھی پیچھے نہ رہے۔ ان کے بیٹے کا کہنا تھا کہ انہیں اس بات پر ہمیشہ فخر رہے گا کہ وہ شہید کی اولاد ہیں۔ایک شہید طالب علم عزیزم مکرم عبدالرحمان کی والدہ نے کہا کہ شہادت کے بعد حضور انور نے فون کے ذریعہ بہت تسلیاں دی تھیں۔عبدالرحمان تو ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ان کی تو زندگی ہی اجڑ گئی تھی۔ حضور انور کے فون نے تو نئی زندگی دے دی تھی۔اس فون کے بعد اتنا حوصلہ پیدا ہوا کہ سوچتی رہ گئی کہ میرا تو صرف ایک بیٹا تھا کاش سات بیٹے ہوتے اور میں سب کو احمدیت پر قربان کر دیتی۔مکرم منور احمد خان کی اہلیہ نے بتایا کہ جب ان کی حضور سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تو بہت حوصلہ ملا۔ ایسا لگا کہ مردہ جسم میں جان سی پڑ گئی ہے۔ مکرم اعجاز الحق شہید کے بیٹے مکرم امتیاز الحق کا کہنا تھا کہ حضور انور سے بات کر کے بہت اچھا لگا۔ آپ سے فون کے بعد ایک نیا حوصلہ ملا اورہم سب اس سعادت پر نازاں اپنے تمام غم بھول گئے۔مکرم انصارالحق شہید کی اہلیہ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو رتبہ انہیں دیا وہ اس پر فخر محسوس کرتی ہیں۔حضور انور نے ٹیلیفون پر جس طرح تسلیاں دیں اس سے انہیں بہت حوصلہ ملا۔مکرم محمد رشید ہاشمی شہید کی ایک بیٹی نے بتایا کہ ان کو اس بات پر فخر ہے کہ وہ اس باپ کی بیٹی ہیں جن کو شہادت کا عظیم درجہ ملا ہے۔مکرم سردار افتخار الغنی کی بیٹی نے کہا کہ اے دشمنو جتنا بھی زور لگانا ہے لگا لو، تمہاری ان کوششوں کے نتیجے میں ہمارے حوصلوں کو مزید مضبوط پاؤ گے۔

حضرت میاں صاحب صبح نکلتے ،نہ کھانے کی پرواہ ،نہ آرام کا خیال، ایسے لگتا تھاکہ حضرت میاں صاحب پر ایک جنون سوار ہے کہ کسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا محبت بھرا سلام جلد از جلد شہداء کے گھروں تک پہنچ جائے۔ کسی بھی گھر سے پانی کا گلاس تک بھی نہ پیا۔ پیٹرول پمپس پر ضروریات سے فارغ ہوتے۔چاہے شہر سے باہر ہی کیوں نہ گئے۔ دن بھی شدید گرمی کے تھے۔ تھوڑا بہت کھانا گاڑیوں کے اندر ہی کھا لیتے۔ لجنہ اماء اللہ نے بھی اس سلسلہ میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ یہ معلوم کر کے کہ قافلہ کہاں سے کس وقت گزرے گا لجنہ وہاں موجود ہوتی اور تقریبا چلتی گاڑیوں میں کھانے کے پیکٹس پھینکتی تھیں۔ محترم میاں صاحب سے ان دنوں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے نظارے دیکھنے کو ملے۔ عہدیداران کی عزت کس طرح کروائی جاتی ہے ، محترم میاں صاحب کو اس کا بھی ہر دم خیال رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک انتہائی اہم واقعہ ہیش خدمت ہے۔ ایک صبح محترم میاں صاحب نے بلایااور فرمایا کہ محترم امیر صاحب قصور کو اطلاع کردیں کہ آج محترم مبارک صاحب کے گھر ملنے کے لئے پہنچ رہے ہیں ان کو اطلاع کروا دیں۔ چنانچہ حسب ہدایت محترم امیر صاحب قصور کو اطلاع کر کے پروگرام طے کر لیا گیا۔ قصور پہنچنے پر محترم میاں صاحب نے گاڑی باہر ہی رکوائی اور محترم امیر صاحب کو اطلاع کرنے کو کہا۔ جب خاکسار نے محترم امیر صاحب کو اطلاع دی کہ ہم قصور پہنچ چکے ہیں اور گاڑیاں باہر کھڑی ہیں محترم میاں صاحب نے یاد فرمایا ہے، آپ پہنچیں تا کہ قافلہ ان کی رہنمائی میں محترم ماسٹر مبارک صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو۔ دراصل محترم میاں صاحب جہاں بھی جاتے وہاں کے صدر جماعت یا امیر صاحب کو اطلاع ہوتی تھی اور صدر جماعت یا امیر صاحب کی رہنمائی میں ہی شہداء کے گھر جایا جاتا تھا۔یہاں پر بھی یہی طریق کار اپنایا گیا تھا۔ بہرحال جب محترم امیر صاحب کو اطلاع دی گئی تو وہ شاید کہیں مصروف تھے انہوں نے فرمایا کہ ہم ماسٹر صاحب شہید کے گھر پہنچیں، وہ بھی وہیں پہنچ رہے ہیں۔ شدید گرمی کے دن تھے اور ہم سڑک پر انتظار کر رہے تھے۔ محترم میاں صاحب نے بڑی سختی سے فرمایا کہ امیر صاحب سے کہیں کہ ہم یہیں انتظار کر رہے ہیں فوراً

پہنچیں اور جب تک وہ پہنچ نہیں گئے قافلہ وہیں کھڑا رہا۔اور جب محترم امیر صاحب تشریف لائے تو انتہائی تپاک سے انہیں ملے اور حرف زبان پر کسی قسم کی شکایت نہ لائے۔

خاکسار کا تو ان شہداء کی فیملیز کے ہر گھر کے ساتھ بہت گہرا تعلق اور ایک نہ معلوم رشتہ قائم ہو چکا تھا۔بعض فیملیز کے ساتھ تو ان کی شہادت سے بھی پہلے کا تعلق تھا۔مکرم چوہدری امتیازاحمد شہید ہمارے ابا مرحوم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کے ایک قریبی دوست مکرم چوہدری نثار احمد کے بیٹے تھے۔ اس حوالے سے بھی اور بطور زعیم اعلیٰ انصار اللہ ڈیفنس بھی ان سے تعلق مزید گہرا ہوتا چلا گیا۔ مکرم چوہدری امتیاز احمد شہید اپنے والد صاحب کو ساتھ لے کر فجر کی نماز باقاعدگی سے روزانہ اور بعض دفعہ بچوں کو لے کر عشاء کی نماز بھی نماز سنٹر پر ادا کرتے۔ اور گھر پر بھی جیسے ہی نماز کا وقت ہوتا نماز با جماعت کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ حد درجہ کے مہما ن نواز تھے۔ بڑوں سے انتہائی ادب اور عزت سے پیش آتے۔ اپنے گھر والوں سے بہت پیار اور محبت کا سلوک تھا۔جوائنٹ فیملی سسٹم تھا۔بہن بھائیوں اور اپنے والدین کی بہت خدمت کرنے والے تھے۔آپ کی اہلیہ نے بھی یہ صدمہ انتہائی حوصلہ سے برداشت کیا۔جب بھی ملاقات ہوئی یہی سنا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بڑا رتبہ دیا ہے۔ اور بڑی ہمت اور حوصلہ سے بچوں کی نگہداشت اور شہید کی خواہش کے مطابق ان کی تربیت میں مصروف دکھائی دیتی ہیں۔

خاکسار کو بیرون ممالک سے تعزیت کے لئےآنے والے وفود کے ساتھ بھی شہداء کے گھروں میں جانے کا موقع ملا۔ اور ہر دفعہ کسی نہ کسی گھر میں ایسی بات سننے کو ملتی جس سے شہداء کی فیملیز کے حوصلہ اور عزم کا پتہ چلتا ۔مکرم محمد اشرف بھلر صاحب شہید کی بیٹی نے بتایا کہ انہیں اپنے والد کی شہادت پر فخر ہے۔ ان کی شہادت کی وجہ سے حضور انور سے فون پر بات کرنے کی سعادت نصیب ہو گئی۔ بیرون ممالک تک سے وفود ملنے آئے ہیں۔ہم تو سمجھتے تھے کہ ہمیں کوئی جانتا ہی نہیں ہے۔یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس سے ہمیں دلی سکون ملا ہے۔ ایسے لگتا تھا کہ شاید ان میں سے بعض افراد کو پہلے ہی علم تھا کہ آج اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔مکرم منصور بیگ شہید کی والدہ نے بتایا کہ جمعہ کے روز بیٹے کا چہرہ غیر معمولی طور چمک رہا تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ UKکے موقع پر فرمایا۔

پاکستان میں آئے دن کی شہادتیں اور نقصانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جو عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کرتے ہیں ۔28مئی 2010ءکولاہور کی احمدیہ مساجد پر حملہ کے دوران شہداء اور زخمیوں اور پسماندگان کے صبر اور استقامت،اخلاص ووفا اور جذبہ شوق شہادت وقربانی کے دلگداز واقعات کا ایمان افروز تذکرہ کرتے ہوئے فرمایاکہ یہ واقعات ہمیں مایوس اور خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہمارے ایمانوں کو طاقت بخشنے کے لئے ہیں۔انہیں لوگوں کے عہدوں اور قربانیوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے عہدوں کا نئے سرے سے ہمیں اعادہ کرنا چاہئے۔ پاکستان سے اگر وفاؤں کے خط آرہے ہیں تو یہ جذباتی باتیں نہیں ہیں یا عارضی چیزیں نہیں ہیں۔ ان کے عمل سے ہی پتہ لگ رہا ہے کہ یہ ان کے دلوں کی آواز ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کے اپنے عہدوں کو پورا کرنے اور ہر قسم کی قربانیاں دیتے چلے جانے کا عزم اور قابل قدر جذبات پر خراج تحسین۔

حضورانورنے فرمایا:شہیدوں کی شہادت اور قربانی کرنے والوں کی قربانیاں یاد رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے اس لئے کہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے انہوں نے یہ قربانیاں دی ہیں اس اعلیٰ مقصد کو ہم نے بھی قائم رکھنا ہے۔آگے بڑھنے والی قوموں کی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی قربانی کرنے والوں کو بھولا نہیں کرتیں۔

حضور انور نے اجتماع کے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایاکہ 28مئی کے واقعات پر وہاں جولوگ دونوں مسجدوں سے بچ گئے تھے ان کے خطوط بھی مجھے آئے تھے وہ میں دیکھ رہا تھا توعجیب جذبہ نظر آتا ہے۔میں نے سوچا کہ بعض یہاں آپ کے سامنے بیان کر دوں اور آپ کو بھی ان میں شامل کرلوں تاکہ ان قربانی کرنے والوں کے بارہ میں آپ کو بھی پتہ لگے اور آپ کو بھی ان کے لئے دعاکی تحریک ہوجائے۔

حضور نے فرمایاایک خط میں لاہور کے انصاراللہ کے ہمارے ایک عہدیدار مجید احمد بشیر ہیں وہ لکھتے ہیں کہ نماز جمعہ کے لئے اس دن بیت النور میں تھا۔ کہتے ہیں۔

حضوراس طرح نہتے لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں،بم پھینکے گئے، گولیاں کس طرح دائیں بائیں سے گزرتی رہیں اس کا بیان ناممکن ہے۔ جب حملہ شروع ہوا تومولانا شاد صاحب نے قرآن مجید کی آیت وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّن بَعْدِ خَوْفِھِمْ أَمْنًا (سورۃ النور:56)کی تفسیر بیان کی۔ اس دوران تفسیر بیان کررہے تھے اس واقعہ کے بعد ہمارا ایمان اور بھی تازہ ہوا کہ انشاءاللہ ضرور بالضرور خوف کو اللہ تعالیٰ امن میں بدلے گا اور ان سے ضرور بدلہ لے گا جنہوں نے احمدیوں کو نماز جمعہ کی ادئیگی سے روکا ۔پھر لکھتے ہیں موت کو سامنے دیکھ کر ایک دعاتھی جو زبان پر جاری رہی کہ اے قادر خدا ! یہ تیرے پیارے مسیح کو ماننے والے ہیں، کمزور ہیں اور صرف تجھ پر ہی یقین رکھتے ہیں۔کیاتو ان کو ختم کردے گا؟ہر گز نہیں۔توتمام احمدیوں کی خود حفاظت فرما۔کس طرح لوگ گرمی میں محبوس رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ ٹوپیوں میں پانی ڈال کر زخمیوں کوپلایا۔چھوٹے چھوٹے بچے خوفزدہ اور بوڑھے گرمی سے بے حال ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔پھر لکھتے ہیں کاش میں بھی شہید ہوکر امرہوجاتا یہ دن تونہ دیکھنا پڑتا۔دل کٹ رہے ہیں دماغ ماؤف ہیں۔کیا قصور تھا ان نہتے اور معصوم احمدیوں کا؟ یہی نہ کہ وہ آنحضرتﷺ کی اطاعت میں اس مسیح کو ماننے والے ہیں اور اطاعت گزار ہیں۔اتنے امن پسند اور اطاعت گزار لوگ ہیں کہ باوجود حملے کے جب مربی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ سب بیٹھ جائیں، بیٹھے رہیں اور دعاؤں پر زور دیں ،درود شریف پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِی نُحُورِھِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِھِمْ پڑھیں تو تمام لوگ اس جگہ بیٹھ جاتے ہیں اور گولیاں کھاتے رہے اپنے سینوں پر لیتے رہے۔اپنے بچوں کو اپنے ساتھ چپکائے ہوئے ان کو بچانے کی کوشش کرتے رہے اور ڈیڑھ گھنٹے تک بغیر کسی وقفے کے مسلسل دہشت گری چلتی رہی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایاتویہ نظارے ہیں۔کیایہ ایمان میں کمزور ی والوں میں نظر آسکتے ہیں ؟“

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ءتا 28اکتوبر2010ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4جون بروزجمعۃ المبارک مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ میں 28مئی 2010ءکولاہور میں دواحمدیہ مساجد پر دہشت گردوں کے حملہ اور اس کے نتیجہ میں بیسیوں احمدیوں کی شہادت کے اندوہناک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے دنیا بھر کے احمدیوں اور شہداءاور ان کے پسماندگان کے ردّعمل کا بہت ہی دلگداز ذکر فرمایا۔

حضور نے شہداء اور زخمیوں کے صبر ورضا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایاکہ یہ صبر ورضا کے پیکر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بے چین ،دین کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے ، گھنٹوں اپنے زخموں اوران میں سے بہتے ہوئے خون کو دیکھتے رہے لیکن زبان پر حرفِ شکایت لانے کی بجائے دعاؤں اوردرودسے اپنی اس حالت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے ذریعہ بناتے رہے۔

حضور نے شہداءکی جرأت وبہادری کے واقعات کا ذکرکرتے ہوئے بتایاکہ کس طرح ایک نوجوان نے دشمن کے ہینڈ گرینیڈ کو اپنے ہاتھ پر روک لیا اس لئے کہ واپس لوٹا دوں لیکن اتنی دیر میں وہ گرینیڈ پھٹ گیا اور اس نے جان دے کر دوسروں کی جان بچالی۔ ایک بزرگ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر نوجوانوں اور بچوں کو بچالیا حملہ آور کی طرف ایک دم دوڑے اور ساری گولیاں اپنے سینے پرلے لیں۔

حضور نے فرمایاکہ یہ فرشتوں کا اترنا اورتسکین دینا جہاں ان زخمیوں پر ہمیں نظر آتاہے وہاں پیچھے رہنے والے بھی اللہ تعالیٰ کےاس خاص فضل کی وجہ سے تسکین پارہے ہیں۔ایسے ایسے عجیب نظارے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ لاہورکے لوگوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں اور لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں ۔ پس یہ آپ لوگوں کا اعزاز ہے جسے آپ لوگوں نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو صبر اوردعاسے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس خوش قسمت ہیں آپ جن کے شہر کے نام کے ساتھ خوشخبریاں وہاں کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک مسیح علیہ السلام کے ذریعے دی ہیں۔

حضور انور نے فرمایاکہ دشمن توسمجھتا تھا کہ اس عمل سے احمدیوں کو کمزور کردے گا۔جماعت کی طاقت کو توڑدے گا۔شہروں کے رہنے والے شاید اتنا ایمان نہیں رکھتے ۔لیکن انہیں کیا پتہ ہے کہ یہ شہروں کے رہنے والے وہ لوگ ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایمان کی حرارت بھردی ہے جو دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔بے شک دنیا کے دھندوں میں بھی لگے ہوئے ہیں لیکن دنیا کے دھندے صرف مقصود نہیں ہیں۔جب بھی دین کے لئے بلایاجاتاہے تولبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔یہ درندگی کے بجائے انسانیت کے علمبردار ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہمارا مولیٰ توہمارا اللہ ہے اور اس پر ہم توکل کرتے ہیں۔وہی ہمارا معین ومددگار ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ وہ ہمیشہ ہماری مددکرتارہے گا اور اپنی حفاظت کے حصار میں ہمیں رکھے گا۔ان لوگوں سے آئندہ بھی کسی قسم کی خیر کی کوئی امید نہیں اور نہ کبھی ہم رکھیں گے۔ اس لئے احمدیوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِی نُحُورِھِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِھِمْ کی دعا بہت پڑھیں۔ رَبِّ کُلَّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔کی دعا ضرور پڑھیں۔اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔ثباتِ قدم کے لئے دعائیں کریں۔ ان لوگوں کو کیفرِکردار تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں، روئیں۔ ان دومساجد میں جو ہمارے زخمی ہوئے ہیں ان کے لئے بھی دعائیں کریں ۔

حضور نے شہداء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایاکہ ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمانِ اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دے دی ہیں اور ان کہکشاؤں نے ہمارے لئے نئے راستے متعین کردیئے۔پس ہمارا کوئی بھی دشمن کبھی بھی اپنی مذموم اور قبیح کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان سب شہیدوں کے درجات بلند سے بلند کرتا چلاجائے اور ہم بھی ہمیشہ استقامت کے ساتھ دین کی خاطر قربانیاں دیتے چلے جانے والوں میں سے ہوں۔(الفضل انٹرنیشنل 11جون تا17جون 2010ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام شہداء کے درجات کو بلند سےبلند تر کرتا چلا جائے۔اور ان سب کے پیچھے رہ جانے والے لواحقین کو صبر اور حوصلے سے یہ صدمہ برداشت کرے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر قدم پر ان کی حفاظت اور مدد فرمائے۔ آمین

ریاض احمد ملک

سانحہ لاہور کے شہدائے احمدیت ضلع چکوال کا ذکر خیر

جمعۃ المبارک 28 مئی 2010ء کا روح فرسا دن تاریخ احمدیت کے علاوہ مذہبی تاریخ میں بھی ہمیشہ صبر و استقامت کے حیرت انگیز نمونوں کے لئے یاد رکھا جائے گا اس روز لاہور کی دو احمدیہ مساجد میں نمازِ جمعہ کے لئے اکٹھے معصوم، نہتے اور باوخو عبادالرحمٰن پر ظالموں نے دھماکہ خیز مواد اور گولیاں برسا کر 86 احمدیوں کو شہید کر دیا۔ ایک ہی دن میں اس قدر تعداد میں اجتماعی قربانی معلوم مذہبی تاریخ میں منفرد واقعہ ہے۔ سوا صدی سے زائد پر پھیلی جماعتِ احمدیہ کی تاریخ اپنے آغاز سے ہی قربانیوں کی روشن مثالوں سے عبارت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”یہ استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔جس کی رسولوں،نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

یہی شہداء حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کے مصداق ہیں ”لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔“

آج ہمارے شہداء کی خاک سے بھی یقیناً یہ خوشبو آرہی ہے جو ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی ہے۔ان کی استقامت ہمیں پُکار پُکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے اسے کبھی نہ چھوڑنا۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”مبارک ہیں لاہور کے احمدی جنہوں نے یہ استقامت دکھائی۔جانے والوں نے بھی اور پیچھے رہنے والوں نے بھی۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز شہداء کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ ان سب شہداء کے درجات بلند فرماتا رہے۔اپنے پیاروں کے قرب سے ان کو نوازے۔یہ شہداء تو اپنا مقام پا گئے مگر ہمیں بھی ان قربانیوں کے ذریعے سے توجہ دلا گئے کہ اے میرے پیارو، میرے عزیزو، میرے بھائیو، میرے بیٹو، میرے بچو، میری ماؤں، میری بہنو اور میری بیٹیو۔ہم نے تو صحابہ کے نمونے پر چلتے ہوئے اپنے عہدِ بیعت کو نبھایا ہے۔مگر تم سے جاتے وقت یہ آخری خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکیوں اور وفا کی مثالوں کو ہمیشہ قائم رکھنا۔“

میرے پیارے حضور فرماتے ہیں ”یہ ہیرے مٹی میں رولے نہیں گئے۔ ہاں دشمن نے مٹی میں رولنے کی ایک مذموم کوشش کی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھا دی۔اور ان کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ان کو دائمی زندگی سے نوازا۔اس ایک ایک ہیرے نے اپنے پیچھے رہنے والے ہیروں کو مزید صیقل کر دیا۔ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمانِ اسلام اور احمدیت پر سجا دیا ہے۔جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دی ہیں۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے خطبہ جمعہ 4 جون 2010ء میں فرمایا تھا۔”آج ہمارے شہیدوں کی خاک سے بھی یقیناً یہ خوشبو آرہی ہے۔ جو ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی ہے۔ان کی استقامت ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے اسے کبھی نہ چھوڑنا۔“ یہ شہداء جو شہادت کے مقام پر پہنچے۔یقیناً یہ شہادت کا رتبہ ان کے لئے نماز با جماعت کے قیام۔اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ۔جماعتی غیرت کا بے مثال اظہار۔اطاعتِ نظام کا غیر معمولی نمونہ۔جماعت کے لئے وقت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا۔دین کو دنیا پر مقدم رکھنا۔عبادتوں کی قبولیت اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی سند لئے ہوئے ہے۔ ؎

جیو تو کامران جیو، شہید ہو تو اس طرح
کہ دیں کو تمہارے بعد عمرِ جاوداں ملے

یہ شہداء سلطانِ نصیر تھے۔خلافت کے لئے۔ جن کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتے ہیں کہ مجھے عطا ہوں۔

عظیم شہداء کی ماؤں کے لئے حضور فرماتے ہیں ”یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں پیدا کیں ہیں۔قربانیوں کی عظیم مثال ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ شہید ہو گیا ہے۔پوری جماعت کے لئے یہ مائیں درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤں۔اس جذبہ کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو مرنے نہیں دینا۔جب تک یہ جذبات رہیں گے۔جب تک یہ پُر عزم سوچیں رہیں گی تو دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔“

آج خاکسار گاؤں ضلع چکوال کے دو شیدائے احمدیت کا ذکر خیر کر رہا ہے جنہوں نے اس سانحہ میں موت کو گلے لگاکر شہادت کا رتبہ حاصل کر کے ضلع چکوال کا سر فخر سے سر بلند کیا۔

مکرم ملک وسیم احمد صاحب شہید

(احمدیہ دارالذکر گڑھی شاہو لاہور) 28 مئی 2010ء

تحصیل چوآسیدن شاہ، ضلع چکوال کا چھوٹا سا گاؤں رتوچھہ جس میں احمدیت کے نور کا ورود 1917ء میں مکرم نادر علی بھٹی کے احمدیت قبول کرنے سے ہوا۔ جماعتِ احمدیہ رتوچھہ کے پہلے صد جماعت مکرم جناب محمد خان تھے۔اس جماعت پر بہت سارے ابتلاء آنے کے باوجود جماعت نے بڑی ثابت قدمی دکھائی۔مکرم ملک وسیم احمد شہید کو اس جماعت کے پہلے شہید ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے جنہوں نے 28 مئی 2010ء کو احمدیہ دارالزکر گڑھی شاہو میں سکیورٹی کے فرائض سر انجام دیتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے آپ کو شہداء کی فہرست میں شامل کر کے اپنی جماعت احمدیہ رتوچھہ کا سر بلند کر دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قربانی کو رنگ لائے اور رتوچھہ میں احمدیت کو ترقی پر ترقی نصیب ہو۔آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر ہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جولائی 2010ء کو مکرم ملک وسیم احمد شہید کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا۔ مکرم ملک وسیم احمد صاحب شہید ابنِ مکرم محمد اشرف صاحب (رتوچھ ضلع چکوال شہید مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق موضع رتوچھہ ضلع چکوال سے تھا۔ شہید مرحوم نے میٹرک تک تعلیم اپنے آبائی گاؤں سے حاصل کی۔پھر فوج میں بطور لانس نائیک ملازمت شروع کر دی۔فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد میں ایک سیکیورٹی کمپنی میں ملازمت شروع کی بعد ازاں 2009ء میں احمدیہ دارالذکر (گڑھی شاہو لاہور) میں سیکورٹی گارڈ کی ملازمت شروع کر دی۔ان کے خسر مکرم عبدا لرزاق صاحب نظارتِ علیاء صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے ڈرائیور تھے۔شہادت کے وقت وسیم احمد صاحب کی عمر 54سال تھی۔ احمدیہ دارالذکر میں ڈیوٹی دینے کے دوران جامِ شہادت نوش فرمایا۔سانحہ کے روز وسیم صاحب احمدیہ دارالذکر کے مین گیٹ پر ڈیوٹی پر تھے۔ حملہ آوروں نے دور ہی سے فائرنگ شروع کر دی جس سے سانحہ کے آغاز میں ہی ان کی شہادت ہو گئی۔شہید مرحوم کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔1983ء میں پہلی بیوی کی وفات ہو گئی پھر 1990ء میں عبدالرزاق صاحب جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ بہت ہی اچھے انسان تھے۔ معاشرے میں بہت اچھا مقام تھا۔ہر ایک کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ہر رشتے کے لحاظ سے بہت اچھے انسان تھے۔خاص طور پر یتیم بچے اور بچیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔چاہے وہ رشتہ دار ،غیر رشتہ دار، غیر از جماعت یا احمدی ہوتا۔جماعتی خدمات کا بہت جوش اور جذبہ تھا۔اسی لئے جب بھی لاہور سے چھٹی پر گھر آتے تو بتاتے کہ میں ادھر بہت خوش ہوں۔احمدیہ دارالذکر میں آنے والا ہر احمدی چاہے وہ چھوٹا ہے یا بڑا ہر ایک بہت عزت سے ملتا تھا۔شہید مرحوم کے بچوں نے بتایا کہ ہمارے ابو بہت اچھے انسان تھے۔ہمارے ساتھ بہت اچھا تعلق تھا۔ ہر ایک خواہش کا احترام کرتے تھے۔ بیٹی نے بتایا کہ خاص طور پر میری ہر خواہش پوری کرتے تھے بچوں کی تعلیم کے بارہ میں بہت جذبہ اور شوق تھا۔ بیٹی نے بتایا کہ مجھے کہتے تھے کہ میں تمہیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ بھیج دوں گا۔ماحول اچھا ہے اور وہیں جماعت کی خدمت کرنا۔چاہے مجھے تمہارے ساتھ ربوہ میں ہی کیوں نہ رہنا پڑے۔بہت ہی شفقت اور پیار کرنے والے باپ تھے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ نے مزید بتایا کہ شہادت سے کچھ روز قبل فون کر کے مجھے بتایا کہ میں ڈیوٹی پر کھڑا تھا، صدر صاحب حلقہ احمدیہ دارالذکر میں تشریف لائے۔میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا صدر صاحب میری وردی پرانی ہو گئی ہے اگر مجھے نئی وردی لے دیں تو ہر ایک آنے والے کو اچھا محسوس ہو گا۔ لہٰذا صدر صاحب نے نئی وردی لے دی۔ شہادت والے روز سانحہ سے قبل فون کر کے بتایا کہ میں نے نئی وردی پہنی ہے۔اسی وردی میں شہادت کا رتبہ پایا۔ان کی اہلیہ لکھ رہی ہیں کہ شہادت کی خبر پہلے ٹی وی کے ذریعہ ملی کہ لاہور میں احمدی مساجد پر حملہ ہو گیا ہے۔ پھر ہم نے لاہور وسیم صاحب کے نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔وسیم صاحب کے نمبر سے کسی احمدی بھائی نے فون کر کے خبر دی کہ وسیم صاحب شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر بہت دکھ ہوا اور تکلیف بھی ہوئی لیکن شہادت جیسا بلند مرتبہ پانے پر بہت خوشی تھی اور سر فخر سے بلند تھا کہ احمدیہ دارالذکر میں نمازیوں کی حفاظت کرتے ہوئے شہادت پائی۔شہید مرحوم پنجوقتہ نماز کے پابند تھے نیکی کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

رسالدار محمد اکبر صاحب صدر جماعت احمدیہ رتوچھہ ضلع چکوال نے مکرم ملک وسیم احمد شہید کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ روزنامہ الفضل میں ایک اشتہار شائع ہوا کہ لاہور کی ایک احمدیہ مسجد میں سکیورٹی گارڈ کی ضرورت ہے تو میں نے کہا کہ تم چلے جاؤ اور وہاں خدمت بھی ہو جائے گی تو کہا کہ ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں۔تو وہ وہاں سکیورٹی کے لئے چلے گئے۔بس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ انعام دے دیا کہ وہ شہید ہو گئے۔آپ شہید کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی

ایسا بڑا وقوعہ نہیں ہوا جو قابلِ ذکر ہو۔لیکن اب ہمارے لئے ایک فخر ہو گیا ہے کہ رتوچھہ جماعت کے ایک لڑکے نے احمدیت کے لئے جان کا نذرانہ دے کر شہید ہو گیا ہے۔

مکرم ملک وسیم احمد شہید کے بیٹے ولید احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔ میرے والد مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔میری والدہ میرے بچپن میں ہی فوت ہوگئی تھیں اور ابو نے دوسری شادی کر لی تھی۔لیکن انہوں نے مجھے کبھی بھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی میں کچھ عرصہ پہلے ہی چھٹی گزار کر سعودیہ آگیا تھا اور بعد میں یہ واقعہ ہو گیا۔موت تو سب کو آئے گی لیکن الحمد للہ کہ ابو کوشہادت کی موت نصیب ہوئی۔

مکرم ملک وسیم احمد شہید کی بیٹی آپ کے بارہ میں کہتی ہیں۔

میرے ابو بہت ہی اچھے انسان تھے۔ان کے تعلقات ہمارے ساتھ بہت ہی اچھے تھے۔جب ابو کی شہادت کی خبر ہم کو ملی تو افسوس تو ہوا لیکن ایک خوشی بھی ہوئی کہ میرے ابو اللہ تعالیٰ کے گھر کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر بھی عطا کیا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بڑے درجے سے نوازا ہے۔

آپ کی تدفین موضع رتوچھہ ضلع چکوال میں ہوئی۔

جو مسیح الزماں کا فدائی بنا اور شاکر رہا ہر حال میں
اس کو قُربِ خدا کی نویدیں ملیں۔ہاتھ جب بھی اٹھایا دعا کے لئے
یہ خون نہ ضائع جائے گا ہاں رنگ کسی دن لائے گا
چپ چاپ جنہوں نے جاں دے دی جگ گیت انہیں کے گائے گا

مکرم حسن خورشید اعوان صاحب شہید

(احمدیہ دارالذکر گڑھی شاہو لاہور) 28 مئی2010 ء

جماعت احمدیہ دوالمیال تحصیل چوآ سیدن شاہ ضلع چکوال کا قیام حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ہوا تھا۔ دوالمیال کے سب سے پہلے خوش نصیب احمدی مکرم حضرت حافظ شہباز خان صاحب تھے اور جماعت احمدیہ دوالمیال کے پہلے امیر مکرم حضرت مولوی ملک کرمداد صاحب تھے۔ جماعت احمدیہ دوالمیال میں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعداد 65 سے زیادہ تھی۔احمدیہ دارالذکر دوالمیال میں منارة المسیح کی طرز کا ایک مینار مکرم مستری غلام محمد احمدی نے 1927ء میں تعمیر کیا تھا۔ جس کی بنیادیں صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ نے خود کھودی تھیں جو ہمارے اسلاف کی احمدیت سے صحیح رنگ میں محبت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس احمدیہ دارالذکر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی خلافت سے پہلے تشریف لائے تھے اور جماعت کو اپنی نصائح اور روح پرور خطاب سے نوزا تھا۔ انہیں احمدیت کے جاں نثاروں کی اولادوں میں سے مکرم حسن خورشید اعوان شہید کو 28مئی2010ء کو احمدیہ دارالذکر گڑھی شاہو لاہور میں جان کا نذرانہ دے کر جماعت احمدیہ دوالمیال کے پہلے شہید ہونے کا اعزاز ملا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں اونچا مقام عطا کرے۔آمین

حضورِ انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9جولائی2010ء کو مکرم حسن خورشید اعوان شہید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ مکرم حسن خورشید اعوان شہید ابنِ مکرم ملک خورشید اعوان کا تعلق موضع دوالمیال ضلع چکوال سے تھا۔ان کے والد اور دادا پیدائشی احمدی تھے۔تاہم کچھ عرصہ قبل ان کی فیملی کے دیگر افراد نے کمزوری دکھاتے ہوئے ارتداد اختیار کر لیا۔جبکہ شہید مرحوم بفضلِ اللہ تعالیٰ شہادت کے وقت تک جماعت سے وابسطہ رہے۔ان کے ایک اور بھائی مکرم سعید خورشید اعوان جو جرمنی میں ہیں انہوں نے بھی جماعت کے ساتھ وابستگی رکھی۔شہادت کے وقت ان کی عمر 24 سال تھی۔غیر شادی شدہ تھے۔ احمدیہ دارالذکر (گڑھی شاہو لاہور) میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ سانحہ کے روز احمدیہ دارالذکر (گڑھی شاہو لاہور) میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔ دہشت گردوں کے آنے پر گھر فون کر کے بتایا کہ احمدیہ دارالذکر (گڑھی شاہو لاہور)پر حملہ ہو گیا ہے۔میں زخمی ہوں، دعا کریں۔اسی دوران دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔ان کے فیملی کے غیر از جماعت ممبران ان کے احمدی ہونے کے بارے میں اعتراضات کرتے رہے۔جس پر ان کے والدین ان کے دباؤ میں آ گئے اور اطلاع دی کہ اگر احمدی احباب نے نماز جنازہ پڑھی تو علاقے میں فساد پھیل جائے گا۔ یہاں پر ختمِ نبوت والے(نام نہاد ختمِ نبوت والے کہنا چاہئے)کافی ایکٹو ہیں۔انہی وجوہات کی بنا پر احمدی احباب کو نماز جنازہ ادا نہ کرنے دی گئی۔غیر از جماعت نے ہی نمازِ جنازہ پڑھی اور تدفین کی۔تاہم، علاقے میں عام لوگ مجموعی طور پر اس امر پر افسوس کرتے رہے۔شہید کے والد پہلے تو مخالفت کے باعث کوائف دینے سے انکار کرتے رہے جس پر سمجھایا گیا کہ آپ کے بیٹے نے جان دے کر پیغام دیا ہے کہ دنیاوی لوگوں سے خوف نہ کھائیں،خواہ جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔شہید مرحوم کی قربانیوں کو چھپانا شہید کے ساتھ زیادتی ہے۔لیکن پھر بھی انہوں نے کوئی کوائف نہیں دیئے اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کی یہ قربانی ان کے گھر والوں کی بھی آنکھیں کھولنے کا باعث بنے۔مکرم ملک حسن خورشید اعوان کے بارے میں امیر صاحب ضلع نے لکھا ہے کہ دعوتِ الی اللہ کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے پچھلے چند سالوں سے آپ کے والد مکرم خورشید احمد نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی تو ملک حسن خورشید اپنے حقیقی عقیدہ یعنی احمدیت سے منسلک رہے اور تا دمِ آخر اس کے ساتھ رہے۔نماز جمعہ گڑھی شاہو دارالذکر میں جا کر ادا کرتے تھے۔متعدد بار والدین کے اصرار کے باوجود اپنے ایمان پر قائم رہے۔

گاؤں دوالمیالِ کا چھوٹا سا بچہ۔احمدیت کے رنگ میں رنگ کر۔اطاعتِ خلافت میں گم۔ایفائے عہد، خدمتِ خلق اور اوصافِ حمیدہ کے حسیں نمونے دکھاتے ہوئے یوں آگے بڑھتا ہے کہ آخر میں بےخوف و خطر اپنی جان کا نذرانہ دے کر ہزاروں ماؤں کی گودوں کو آباد کر دیتا ہے۔اور سجدہ گاہوں میں جامِ شہادت نوش کر کے اللہ تعالیٰ اور خلیفہ وقت کا قُرب پا لیتا ہے۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

یہ شہدائے احمدیت،ان ماؤں کے بیٹے ہیں جن کے خون میں جن کے دودھ میں،جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کا عہد گردش کر رہا ہے۔جن کو اپنے اندر عہدِ وفا نبھانے کا جوش ہے۔شہداء کی شہادت ہمارے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ایک نہ پُر ہونے والا خلا ان کی ہر لمحہ پر جماعتی کام کرتے وقت بڑی شدت سے کمی کو محسوس کیا جائے گا۔ان کو یاد کر کے دل بھر آئے گا۔اور آنکھوں کے کنارے بھیگ جائیں گے۔ دعا ہے کہ خدا ہمیں صبر کرنے اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین

تم دیکھو گے انہیں میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

شہداءِ لاہور کیلئے نذرانہ عقیدت

سِسکیاں لائی بادِصبا پھول کیا کیا نذر ہو گئے
اشک اُن پہ بہائے ہوئے رحمتوں کے ثمر ہو گئے

رزقِ فردوس پر زندہ ہیں فیض اُن کا سَرِبام ہے
اُن کی تاثیر سے جانشیں دیکھ لو با ہنرِ ہو گئے

دیکھ لیں سارے جھوٹےخدا حُکم والا کوئی اور ہے
اُن کے گلشن میں اڑتی ہےخاک اپنےصحرا شجر ہو گئے

بربریت نے ماحول کو کر دیا اِس قدر رُوسیاہ
رہنماؤں نے لے لی پناہ راہزن با اثر ہو گئے

والیانِ حَرَم بن کے وہ کاٹنے کو ہیں شجرِ حُسین
کون اُن کی شفاعت کرے گرِ کےجو جانور ہو گئے

جِن کے صدّیق وصالح ہوئےہیں انہی کےشہیدان بھی
چھین کر جِن کی جائے پناہ وہ گلستاں بدر ہو گئے

اَے خدا خوں شہیدان کا باثمر ہی رہے تا اَبد
نام آئے تو سب کہہ اُٹھیں اللہ اللہ اَمر ہو گئے

بشیر احمد—آسٹریلیا

بقیہ از صفحہ14

64	28مئی2010ء	چوہدری محمد نواز ججہ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
65	28مئی2010ء	شیخ مبشر احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
66	28مئی2010ء	عبد الرحمٰن صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
67	28مئی2010ء	نثار احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
68	28مئی2010ء	ڈاکٹر اصغر یعقوب صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
69	28مئی2010ء	غلام محمد سعید درد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
70	28مئی2010ء	محمد یحیٰ خان صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
71	28مئی2010ء	لعل خان ناصر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
72	28مئی2010ء	ظفر اقبال صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
73	28مئی2010ء	منصور احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
74	28مئی2010ء	مبارک علی اعوان صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
75	28مئی2010ء	عتیق الرحمن ظففرصاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
76	28مئی2010ء	محمود احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
77	28مئی2010ء	احسان احمد خان صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
78	28مئی2010ء	منور احمد قیصر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
79	28مئی2010ء	حسن خورشید اعوان صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
80	28مئی2010ء	محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ	لاہور ، پنجاب	پاکستان
81	28مئی2010ء	وسیم احمد صاحب ولد عبدالقدوس صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
82	28مئی2010ء	ملک وسیم احمد صاحب آف چکوال	لاہور ، پنجاب	پاکستان
83	28مئی2010ء	نذیر احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
84	28مئی2010ء	محمد حسین صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
85	4جون2010ء	ڈاکٹر عمراحمدصاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
86	6جون2010ء	سعیداحمدطاہر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان

مرتبہ:پروفیسر مجید احمد بشیر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

28مئی2010ءکو لاہور میں احمدیہ بیت الذکر پر دہشت گردوں کے حملہ میں86۔احمدیوں کی شہادت

1	28مئی2010ء	منیر احمد شیخ صاحب امیر ضلع	لاہور ، پنجاب	پاکستان
2	28مئی2010ء	جنرل (ریٹائرڈ)ناصر احمد چوہدری صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
3	28مئی2010ء	محمد اسلم بھروانہ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
4	28مئی2010ء	محمد اشرف بلال صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
5	28مئی2010ء	کیپٹن (ریٹائرڈ)مرزا نعیم الدین صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
6	28مئی2010ء	کامران رشید صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
7	28مئی2010ء	اعجاز احمدبیگ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
8	28مئی2010ء	مرزا اکرم بیگ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
9	28مئی2010ء	منور احمد خان صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
10	28مئی2010ء	عرفان احمد ناصر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
11	28مئی2010ء	سجاد اظہر بھروانہ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
12	28مئی2010ء	مسعوداحمد اختر باجوہ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
13	28مئی2010ء	محمد آصف فاروق صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
14	28مئی2010ء	شیخ شمیم احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
15	28مئی2010ء	محمد شاہد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
16	28مئی2010ء	پروفیسر عبدالودود صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
17	28مئی2010ء	ولید احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
18	28مئی2010ء	محمد انور صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
19	28مئی2010ء	ملک انصار الحق صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
20	28مئی2010ء	ناصر محمود صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
21	28مئی2010ء	عمیر احمد ملک صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
22	28مئی2010ء	سردار افتخار الغنی صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
23	28مئی2010ء	ملک عبد الرشید صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
24	28مئی2010ء	محمد رشید ہاشمی صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
25	28مئی2010ء	چوہدری مظفر احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
26	28مئی2010ء	میاں مبشر احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
27	28مئی2010ء	فدا حسین صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
28	28مئی2010ء	محمدخاور ایوب صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
29	28مئی2010ء	شیخ محمد یونس صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
30	28مئی2010ء	مسعود احمد بھٹی صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
31	28مئی2010ء	محمد اکرم ورک صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
32	28مئی2010ء	میاں لئیق احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
33	28مئی2010ء	مرزامحمد شابل منیر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
34	28مئی2010ء	ملک مقصود احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
35	28مئی2010ء	چوہدری محمد احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
36	28مئی2010ء	الیاس احمداسلم قریشی صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
37	28مئی2010ء	طاہر محمودصاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
38	28مئی2010ء	سید ارشاد علی شاہ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
39	28مئی2010ء	شیخ نور الامین صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
40	28مئی2010ء	چوہدری محمد مالک صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
41	28مئی2010ء	شیخ ساجد احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
42	28مئی2010ء	سید لئیق احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
43	28مئی2010ء	محمد اشرف بھلر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
44	28مئی2010ء	مبارک احمد طاہر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
45	28مئی2010ء	انیس احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
46	28مئی2010ء	منور احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
47	28مئی2010ء	خلیل احمد سولنگی صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
48	28مئی2010ء	اعجاز نصر اللہ خان صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
49	28مئی2010ء	چوہدری حفیظ احمد کاہلوں صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
50	28مئی2010ء	چوہدری امتیازاحمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
51	28مئی2010ء	اعجاز الحق طاہر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
52	28مئی2010ء	شیخ ندیم احمد طارق صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
53	28مئی2010ء	عامر لطیف پراچہ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
54	28مئی2010ء	مرزا محمود احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
55	28مئی2010ء	مرزا ظفر احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
56	28مئی2010ء	شیخ محمداکرم اطہر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
57	28مئی2010ء	مرزا منصور بیگ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
58	28مئی2010ء	میاں محمد منیراحمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
59	28مئی2010ء	ڈاکٹر طارق بشیر صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
60	28مئی2010ء	ارشد محمود بٹ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
61	28مئی2010ء	محمد حسین ملہی صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
62	28مئی2010ء	مرزامحمد امین بیگ صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان
63	28مئی2010ء	ملک زبیر احمد صاحب	لاہور ، پنجاب	پاکستان

باقی صفحہ13پر

سحر وافطار

28مئی2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:15	18:57
مدینہ منورہ		04:06	19:04
قادیان		03:48	19:27
ربوہ		03:28	19:09
اسلام آباد ٹلفورڈ	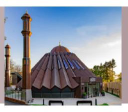	03:27	21:05